Postal Reg.No:PB-0258/2002

بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

جلد 51

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

شمارہ 16

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 200 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک
10 پونڈ

3 صفر 1423 ہجری 17 شہادت 1381 ہش 17 اپریل 2002ء

اخبار احمدیہ

قادیان 13 اپریل 2002ء (مسلم ٹیلی وژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

کل حضور پر نور نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی صفت 'الجبار' کی بصیرت افروز تشریح بیان فرمائی۔

پیارے آقا کی صحت و سلامتی، کامل شفایابی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کے لئے احباب دعائیں کرتے رہیں۔

قرآن شریف کی زبردست طاقتوں میں سے ایک یہ طاقت ہے کہ اس کی پیروی کرنے والے کو معجزات اور خوارق دئے جاتے ہیں

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

قرآن شریف کی زبردست طاقتوں میں سے ایک یہ طاقت ہے کہ اس کی پیروی کرنے والے کو معجزات اور خوارق دئے جاتے ہیں اور وہ اس کثرت سے ہوتے ہیں کہ دنیا ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی چنانچہ میں یہی دعویٰ رکھتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ اگر دنیا کے تمام مخالف کیا مشرق کے اور کیا مغرب کے ایک میدان میں جمع ہو جائیں اور نشانوں اور خوارق میں مجھ سے مقابلہ کرنا چاہیں تو میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اور توفیق سے سب پر غالب رہوں گا اور یہ غلبہ اس وجہ سے نہیں ہوگا کہ میری روح میں کچھ زیادہ طاقت ہے بلکہ اس وجہ سے ہوگا کہ خدا نے چاہا ہے کہ اس کے کلام قرآن شریف کی زبردست طاقت اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی قوت اور اعلیٰ مرتبت کا میں ثبوت دوں اور اس نے محض اپنے فضل سے نہ میرے کسی ہنر سے مجھے یہ توفیق دی ہے کہ میں اس کے عظیم الشان نبی اور اس کے قوی الطاقت کلام کی پیروی کرتا ہوں اور اس سے محبت رکھتا ہوں اور وہ خدا کا کلام جس کا نام قرآن شریف ہے جو ربانی طاقتوں کا مظہر ہے میں اس پر ایمان لاتا ہوں اور قرآن شریف کا یہ وعدہ ہے کہ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اور یہ وعدہ ہے کہ اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ اور یہ وعدہ ہے کہ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا اس وعدہ کے موافق خدا نے یہ سب مجھے عنایت کیا ہے اور ترجمہ ان آیات کا یہ ہے کہ جو لوگ قرآن شریف پر ایمان لائیں گے ان کو مبشر خوابیں اور الہام دئے جائیں گے یعنی بکثرت دئے جائیں گے ورنہ شاذ و نادر کے طور پر کسی دوسرے کو بھی کوئی سچی خواب آ سکتی ہے مگر ایک قطرہ کو ایک دریا کے ساتھ کچھ نسبت نہیں اور ایک پیسہ کو ایک خزانہ سے کچھ مشابہت نہیں اور پھر فرمایا کہ کامل پیروی کرنے والے کی روح القدس سے تائید کی جائے گی یعنی ان کے فہم اور عقل کو غیب سے ایک روشنی ملے گی اور ان کی کشفی حالت نہایت صفا کی جائے گی اور انکے کلام اور کام میں تاثیر رکھی جائے گی اور ان کے ایمان نہایت مضبوط کئے جائیں گے اور پھر فرمایا کہ خدا ان میں اور ان کے غیر میں ایک فرق بین رکھ دے گا یعنی بمقابل ان کے باریک معارف کے جو ان کو دئے جائیں گے اور بمقابل ان کے کرامات اور خوارق کے جو ان کو عطا ہونگی دوسری تمام قومیں عاجز رہیں گی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ قدیم سے خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ پورا ہوتا چلا آتا ہے اور اس زمانہ میں ہم خود اس کے شاہد رویت ہیں۔

یہ تو ہم نے قرآن شریف کی اس زبردست طاقت کا بیان کیا ہے جو اپنے پیروی کرنے والوں پر اثر ڈالتی ہے لیکن وہ دوسرے معجزات سے بھی بھرا ہوا ہے۔ اس نے اسلام کی ترقی اور شوکت اور فتح کی اس وقت خبر دی تھی جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے جنگلوں میں اکیلے پھرا کرتے تھے اور ان کے ساتھ بجز چند غریب اور ضعیف مسلمانوں کے اور کوئی نہ تھا اور جب قیصر روم ایرانیوں کی لڑائی سے مغلوب ہو گیا اور ایران کے کسریٰ نے اس کے ملک کا ایک بڑا حصہ دبا لیا تب بھی قرآن شریف نے بطور پیشگوئی کے یہ خبر دی کہ نو برس کے اندر پھر قیصر روم فتحیاب ہو جائے گا اور ایران کو شکست دے گا چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔ ایسا ہی شق القمر کا عالیشان معجزہ جو خدائی ہاتھ کو دکھلا رہا ہے قرآن شریف میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی کے اشارہ سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور کفار نے اس معجزہ کو دیکھا اس کے جواب میں یہ کہنا کہ ایسا وقوع میں آنا خلاف علم ہیئت ہے یہ سراسر فضول باتیں ہیں کیونکہ قرآن شریف تو فرماتا ہے کہ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَاِنْ يَّرَوْا آيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ یعنی قیامت نزدیک آگئی اور چاند پھٹ گیا اور کافروں نے یہ معجزہ دیکھا اور کہا کہ یہ پکا جادو ہے جسکا آسمان تک اثر چلا گیا اب ظاہر ہے کہ یہ نرا دعویٰ نہیں بلکہ قرآن شریف تو اس کے ساتھ ان کافروں کو گواہ قرار دیتا ہے جو سخت دشمن تھے اور کفر پر ہی مرے تھے اب ظاہر ہے کہ اگر شق القمر وقوع میں نہ آیا ہوتا تو مکہ کے مخالف لوگ اور جانی دشمن کیونکر خاموش بیٹھ سکتے تھے وہ بلاشبہ شور مچاتے کہ ہم پر یہ تہمت لگائی ہے ہم نے تو چاند کو دو ٹکڑے ہوتے نہیں دیکھا اور عقل تجویز نہیں کر سکتی کہ وہ لوگ اس معجزہ کو سراسر جھوٹ اور افترا خیال کر کے پھر بھی چپ رہتے بالخصوص جب کہ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ کا گواہ قرار دیا تھا تو اس حالت میں ان کا فرض تھا کہ اگر یہ واقعہ صحیح نہیں تھا تو اس کا رد کرتے نہ یہ کہ خاموش رہ کر اس واقعہ کی صحت پر مہر لگا دیتے۔ پس یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ ضرور ظہور میں آیا تھا اور اس کے مقابل پر یہ کہنا کہ یہ قواعد ہیئت کے مطابق نہیں یہ عذرات بالکل فضول ہیں۔ معجزات ہمیشہ خارق عادت ہی ہوا کرتے ہیں ورنہ وہ معجزے کیوں کہلائیں اگر وہ صرف ایک معمولی بات ہو۔ اور علاوہ اس کے علم ہیئت کی کس نے اب تک حد بست کر لی ہے۔ ہمیشہ نئے نئے عجائبات آسمانی ظاہر ہوتے ہیں کہ جن کے بھید کچھ بھی سمجھ نہیں آتے اور ایسے خارق عادت طور پر ظاہر ہوتے ہیں کہ عقل ان میں حیران رہ جاتی ہے۔ تھوڑے دن ہوئے ہیں کہ خدا نے میرے پر ظاہر کیا تھا کہ انگریزی مہینہ کی اخیر تاریخ میں ایک نشان آسمانی ظاہر ہوگا اور میں نے فی الفور اخباروں میں یہ پیش گوئی شائع کر دی تھی۔ چنانچہ جب اکتیسویں تاریخ مہینہ کی ہوئی تو ایک روشن ستارہ آسمان سے گرتا ہوا ہزاروں لوگوں کو دکھائی دیا اور ہر ایک نے یہی سمجھا کہ اسی کے گاؤں میں گرا ہے۔ اس کے ساتھ ایک گرج اور تند آواز بھی تھی بعض جگہ بعض لوگ اس کی روشنی اور آواز سے غش کھا کر گر گئے اور ہمیں خبر پہنچی ہے کہ سات سو کوس تک اس ہیبت ناک ستارہ کا گرنا دیکھا گیا۔ بلکہ تبت تک کی ہمیں خبر آئی ہے کہ ان لوگوں نے بھی اس روشن اور تند آواز ستارہ کو گرتے دیکھا جس کے ساتھ ہیبت ناک آواز تھی۔ اب کوئی ہیئت دان بتلاوے کہ یہ کیا ماجرا تھا

باقی صفحہ (7) پر ملاحظہ فرمائیں

درخواست دعا

قادیان 13 اپریل۔ محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ بیگم محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان کے متعلق تازہ اطلاع ہے کہ یکم اپریل کو بیگم صاحبہ کے گھٹنے کا آپریشن اپولو ہسپتال حیدرآباد میں ہوا تھا اور کل آپ کو ہسپتال سے ڈسچارج کر دیا گیا ہے۔ تھوڑا تھوڑا چلایا جا رہا ہے کمزوری بہت ہے ابھی فزیوتھراپی چلتی رہے گی احباب سے موصوفہ محترمہ و محترم صاحبزادہ صاحب کی صحت و تندرستی کے لئے اور ہر دو بزرگان کی بخیریت قادیان واپسی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان۔

تحریک وقف نواور ہماری ذمہ داریاں......

احمدیت کی دوسری صدی میں جماعت پر پڑنے والی عظیم ذمہ داریوں کے پیش نظر حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اللہ تعالیٰ سے رہنمائی پاکر 3/اپریل 1987ء میں ایک عظیم الشان تحریک فرمائی کہ آئندہ دوسال میں اللہ تعالیٰ جو بچے احمدی ماں باپ کوعطا فرمائے وہ انکوخدا کے دین کے لئے وقف کریں۔ بعد میں دوسال مزید بڑھا دیئے گئے تحریک کی اہمیت کے پیش نظر تا حال یہ تحریک اس شرط پر جاری ہے کہ پیدائش سے قبل بچوں کو وقف کرنے کی حضور انور سے منظوری لی جائے۔ اوران بچوں کی نہایت اعلیٰ رنگ میں تربیت کی جائے۔ تاکہ یہ بچے جماعت احمدیہ کی دوسری صدی میں پیش آنے والی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی اہلیت پیدا کرسکیں اس مبارک تحریک کا نام حضور نے تحریک ''وقف نو'' رکھا۔ اورفرمایا واقفین نو بچوں کی یہ عظیم الشان فوج محمد رسول اللہ کے خدا کی غلام بن کر اگلی صدی میں داخل ہورہی ہو یہ ایک تحفہ ہے جو ہم نے اگلی صدی کے لئے خدا کے حضور پیش کرنا ہے۔ جماعت کا ہر طبقہ اس تحفہ کے لیے تیار ہونا چاہئے۔ دنیا بھر سے بلا استثناء جماعت کے ہر طبقہ سے لکھوکھا واقفین زندگی آنے چاہئیں فرمایا انبیاء کی سنت ہے کہ وہ اپنا سب کچھ حتی کہ اولاد اور بعض دفعہ وہ اولاد جو ابھی پیدا نہیں ہوئی وہ بھی پیش کررہے ہوتے ہیں یعنی جو کچھ ہے وہ تو خدا کی راہ میں دے دیا اور جو ابھی ہاتھ نہیں آیا وہ بھی دینے کی تمنا رکھتے ہیں۔

نیز فرمایا ''اس وقف کی شدید ضرورت ہے آئندہ سو سالوں میں جس کثرت سے اسلام نے ہر جگہ پھیلنا ہے وہاں لاکھوں تربیت یافتہ غلام چاہئیں۔ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کے غلام ہوں۔ واقفین زندگی چاہئیں کثرت کے ساتھ، اور ہر طبقہ زندگی سے واقفین زندگی چاہئیں، ہر ملک سے واقفین زندگی چاہئیں...... پس اس رنگ میں آپ اگلی صدی میں جو خدا کے حضور جو تحفے بھیجنے والے ہیں یا مسلسل بھیج رہے ہیں مسلسل احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بے شمار چندے دے رہے ہیں مالی قربانیاں کررہے ہیں۔ وقت کی قربانیاں کررہے ہیں واقفین زندگی ہیں ایک تحفہ جو مستقبل کا تحفہ ہے وہ باقی رہ گیا تھا مجھے خدا نے یہ توجہ دلائی کہ میں آپ کو بتادوں کہ آئندہ دوسال کے اندر یہ عہد کرلیں جس کو بھی جو اولاد نصیب ہوگی وہ خدا کے حضور پیش کردے...... لیکن ماں باپ کو مل کر یہ عہد کرنا ہوگا۔ دونوں کو اکٹھے فیصلہ کرنا چاہئے تا کہ اس سلسلہ میں پھر یک جہتی پیدا ہو اولاد کی تربیت میں، اور بچپن ہی سے ان کی اعلیٰ تربیت کرنی شروع کردیں اور اعلیٰ تربیت کے ساتھ انکو بچپن ہی سے اس بات پر آمادہ کرنا شروع کریں کہ تم ایک عظیم مقصد کے لئے ایک عظیم الشان وقت میں پیدا ہوئے ہو۔ جبکہ غلبہ اسلام کی ایک صدی غلبہ اسلام کی دوسری صدی سے مل گئی ہے اس سنگم پر تمہاری پیدائش ہوئی ہے اور اس نیت اور دعا کے ساتھ ہم نے تجھ کو مانگا تھا خدا سے کہ اے خدا! تو آئندہ نسلوں کی تربیت کے لئے ان کو عظیم الشان مجاہد بنا۔ اگر اس طرح دعائیں کرتے ہوئے لوگ اپنے آئندہ بچوں کو وقف کریں گے تو مجھے یقین ہے کہ ایک بہت ہی حسین اور بہت ہی پیاری نسل ہماری آنکھوں کے سامنے دیکھتے دیکھتے اپنے آپ کو خدا کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار ہوجائے گی۔''

(خطبہ جمعہ 3 اپریل 1987)

درحقیقت یہ ایسی عظیم اور بابرکت تحریک ہے جس کی مثال تاریخ عالم میں نہیں ملتی کہ پیدائش سے قبل یا پیدائش کے ساتھ ہی دنیا بھر میں سے ہزاروں کی تعداد میں بچے وقف ہوئے ہوں۔ چنانچہ یہ ایک منفرد اور لا مثال تحریک ہے اور نہایت ہی خوش قسمت ہیں وہ بچے جو اس میں شامل ہیں اور وہ والدین جن کے گھروں میں یہ بچے پل رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی بہت بڑی ذمہ داری بھی ان والدین پر عائد ہوتی ہے جنھوں نے اپنی پیاری اولاد کو ایک عظیم مقصد کے لئے وقف کردیا۔ اگر ان کی صحیح رنگ میں تعلیم وتربیت نہ کی گئی تو یقیناً خدا کے حضور جوابدہ ہوں گے۔

اس سلسلہ میں دنیا کے تمام ممالک میں جماعتی طور پر وقف نو کے تعلق سے خصوصی شعبہ جات قائم ہیں لندن ربوہ اور قادیان میں مرکزی دفاتر ہیں ہندوستان میں محترم منیر احمد صاحب حافظ آبادی وکیل الاعلیٰ تحریک جدید قادیان اور محترم نیشنل سیکرٹری وقف نو بھارت مکرم محمد نسیم خان صاحب کی نگرانی میں اس تعلق سے تمام جماعتوں کو تفصیلی ہدایات بھجوائی جاتی رہی ہیں اور بچوں کی تربیت کے لئے نصاب بھی ساتھ ساتھ شائع ہوتا رہا ہے۔ اب تک سترہ سال کی عمر تک کے بچوں کا نصاب شائع ہوچکا ہے۔ اسی طرح کیرئر پلاننگ کمیٹی بھی قائم ہے۔ جو بچوں کی سابقہ تعلیمی ترقی کو دیکھتے ہوئے ان کے لئے دسویں جماعت کے بعد کا لائحہ عمل طے کرے گی۔ جہاں تک ان بچوں کی تربیت کا تعلق ہے تو اس کی پہلی ذمہ داری والدین پر عائد ہوتی ہے کہ انھوں نے کہاں تک بچوں کی تربیت میں حصہ ڈالا ہے۔ پھر ذیلی تنظیموں اور جماعتی رہنمائی کی بات آتی ہے اس سلسلہ میں تمام والدین کو دیکھنا ہے کہ کیا ان کے بچے کی فائل ریکارڈ مکمل ہے ایک فائل ان کے پاس اور دوسری دفتر وقف نو بھارت میں ہونی چاہئے۔ اگر نہیں تو پھر اس کی فکر کرنی چاہئے۔ پھر بچوں کی تربیت ان گائڈ لائنوں پر کرنی ہے جو حضور انور نے اپنے مختلف خطبات میں بیان فرمائی ہیں (اس سلسلہ میں بنیادی طور پر خطبات وقف نو محترم وکیل الاعلیٰ تحریک جدید قادیان کی طرف سے شائع ہوچکے ہیں) اسی طرح اخبار بدر میں اصولی ہدایات وقتاً فوقتاً شائع ہوتی رہتی ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے دیکھتے ہی دیکھتے 3 اپریل 2002 تک 15 سال اس تحریک پر مکمل ہوچکے ہیں اور وقف نو کی پہلی کھیپ نویں یا دسویں جماعت میں زیر تعلیم ہے دسویں جماعت مکمل کرنے کے بعد اگلا قدم دفتر وقف نو کے مشورہ اور ہدایات کے مطابق اٹھانا ہوگا۔ بنیادی تعلیم مکمل کرنے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے مطابق پلاننگ کیرئر کمیٹی بچے کی تعلیمی پروگریس اور جماعتی ضرورت کے مطابق طے کرے گی کہ بچے یا بچی کو کون سا تعلیمی میدان اختیار کرنا ہے۔ تاکہ جماعتی ضرورت کے مطابق بچوں کو تیار کیا جاسکے۔ اب جبکہ بہت ہی کم وقت رہ گیا ہے اور بچے عنقریب عملی میدانوں میں قدم رکھنے والے ہیں ہمیں اپنی مساعی کو تیز تر کردینا چاہئے اور دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنی ذمہ داریاں کما حقہ ادا کرنے والے ہوں اور وہ مقصد نہایت اعلیٰ رنگ میں پورا ہو جس کے لئے یہ تحریک جاری کی گئی ہے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

(قریشی محمد فضل اللہ)

وقفِ نو سے متعلق چند ضروری امور

۱۔ اس تحریک کا آغاز سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 3 اپریل 1987ء کو فرمایا تھا۔ پہلے یہ تحریک دو سال کے لئے تھی پھر اس میں توسیع ہوتی رہی اور درمیان میں پیدائش کے بعد کے بچے بھی وقفِ نو میں حضور انور کے ارشاد پر شامل کر لئے جاتے تھے۔ لیکن اب حضور انور کے ارشاد ہی کے مطابق پیدائش سے قبل والدین کو اپنے بچہ کی وقفِ نو میں شمولیت کی منظوری حضور انور سے حاصل کرنی ہوگی۔

۲۔ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں والدین کو پیدائش سے قبل اپنے پیدا ہونے والے بچہ کو وقفِ نو کی مبارک تحریک میں شامل کرنے کی منظوری کے لئے حضور انور کی خدمت میں براہ راست اپنی درخواست بھجوانی ہوگی۔ جس میں اپنا مکمل پتہ بھی لکھنا ہوگا۔

۳۔ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جانب سے جب منظوری کا خط والدین کو موصول ہو جائے تو اسکی فوٹو کاپی مقامی سیکریڑی وقفِ نو کی توسط سے دفترِ نیشنل سیکریٹری وقفِ نو قادیان کو بھجوائیں۔ اگر مقامی سیکریٹری کا تقرر وہاں پر نہیں ہے تو پھر براہ راست ہی بھجوادیں۔ یہ خط موصول ہونے پر کوائف فارم برائے حصول رجسٹریشن وقفِ نو (حوالہ نمبر) شعبہ وقفِ نو لندن سے منگوایا جائے گا۔ وہاں سے رجسٹریشن نمبر آنے پر ہی آپ کو رجسٹریشن نمبر الاٹ کیا جائے گا۔

۴۔ اس کے بعد وقفِ نو بچہ یا بچی کی باقاعدہ فائل بنے گی۔ یہ فائل آپکو یعنی والدین کو اپنے پاس گھر میں محفوظ رکھنی ہوگی۔ اور اس میں درج ذیل کاغذات ترتیب سے لگانے ہوں گے۔

۱۔ حضور انور کی منظوری کا خط

۲۔ حوالہ وقفِ نو رجسٹریشن نمبر کا خط

۳۔ بچہ یا بچی کا پیدائشی سرٹیفکیٹ جو کہ میونسپل کمیٹی کا ہو۔

۴۔ پولیو و دوسرے حفاظتی ٹیکے لگانے کا سرٹیفکیٹ

۵۔ تعلیمی پروگریس وتربیتی پروگراموں میں شمولیت کی رپورٹ

۶۔ جائزہ رپورٹ فارم جو کہ دفتر نیشنل سیکریٹری وقفِ نو کی طرف سے بھجوائے جاتے ہیں اسکو پُر کر کے فائل میں لگوانا۔

۷۔ اس پوری فائل کی ایک فوٹو کاپی اپنی جماعت کے مقامی سیکریٹری وقفِ نو کو مہیا کی جائے اور ایک فوٹو کاپی مرکزی دفتر تحریک جدید قادیان کے شعبہ وقفِ نو میں بھی بھجوانا لازم ہے۔

اس نصاب وقفِ نو اور خطبات وقفِ نو جو کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے شائع کئے گئے ہیں انکو دفتر تحریک جدید سے لیکر اپنے بچوں کو انکے مطابق تیاری کروانا ہر والدین کا فرض ہے اور سیکریٹری وقفِ نو کا بھی۔ یہ نصاب ایک سال سے لیکر 17 سال تک کے بچوں کے لئے تیار کیا گیا ہے۔۔ جو کہ صرف تھوڑی قیمت ادا کر کے دفتر وقفِ نو سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ بلوغت کی عمر کو پہنچنے پر ہر وقف نو بچہ سے بذریعہ کیرئر پلاننگ کمیٹی یہ پوچھا جائے گا کہ آپکے والدین نے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کیا ہے۔ آپ اس پر قائم رہنا چاہتے ہیں کوئی جبر نہیں ہے۔ بچہ کی رضامندی لی جائے گی۔ یہ کیرئر پلاننگ کمیٹی بچہ کے میٹرک پاس کرنے کے بعد آگے تعلیم حاصل کرنے کے بارے میں جائزہ لیگی کہ بچہ کس لائن میں بہتر چل سکتا ہے۔ یہ کیرئر پلاننگ کمیٹی ہندوستان کے مختلف صوبوں میں قائم کی جاچکی ہے۔

وقفِ نو بچہ کی تعلیم کے لئے نظارت تعلیم سے بھی رابطہ رکھا جائے۔ جو بچے مولوی فاضل میں اچھے چل سکتے ہوں انکو مولوی فاضل کی تعلیم کے لئے مدرسہ احمدیہ قادیان بھجوایا جائے۔

باقی صفحہ (12) پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

جب محبت الٰہی دلوں سے اٹھ جائے اور دین کے گم ہونے کا اندیشہ ہو تو ہمیشہ خدا روحانی خلیفے پیدا کرتا رہے گا

آج کل جو اللہ کے فضلوں کی بارش ہو رہی ہے یہ بھی حضور اکرم ﷺ ہی کی برکت ہے

خلافت حقّہ کے ذریعہ مومنوں کے خوف کے امن میں تبدیل ہونے کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایده اللہ تعالیٰ بنصره العزیز - فرمودہ ۸ر فروری ۲۰۰۲ء بمطابق ۸ر تبلیغ ۱۳۸۱ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کررہا ہے

اشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له واشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

یہ جو سلسلۂ مضمون ہے یہ امن سے تعلق رکھتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک امن کیسے پیدا ہوا اور کس وقت اس کی ضرورت پڑتی ہے اور اللہ اس غم اور فکر کو دور کیسے کر سکتا ہے۔ تو پہلی آیت سورۃ النور کی آیت ۵۶ میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔

﴿وَعَدَاللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ. وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا .يَعْبُدُوْنَنِى لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْئًا. وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾-

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر جب وہ چاہے گا، اس کو اٹھالے گا، پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ پھر جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا وہ قائم رہے گی۔ پھر اس کو بھی جب چاہے گا اٹھالے گا۔ اس کے بعد ایسی بادشاہت قائم ہوگی جو کاٹنے والی ہوگی اور جب تک اللہ چاہے گا وہ باقی رہے گی۔ پھر اللہ اس کو بھی جب چاہے گا اٹھالے گا۔ اس کے بعد (اس سے بھی بڑھ کر) جابر حکومتیں آئیں گی اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا یہ دَور قائم رہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو بھی جب چاہے گا اٹھالے گا۔ پھر اس کے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ خاموش ہوگئے۔

(مسند احمد بن حنبل۔ مسند الكوفيين)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپؐ پر سورۃ الجمعة نازل ہوئی۔ جب آپؐ نے اس کی آیت ﴿وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾ پڑھی تو ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! یہ کون لوگ ہیں؟ آنحضور ﷺ نے اس کو کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کہ اُس آدمی نے دو یا تین دفعہ یہی سوال دہرایا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنا دست مبارک سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کندھے پر رکھا اور فرمایا: اگر ایمان ثریا کے پاس بھی پہنچ گیا تو ان لوگوں میں سے کچھ لوگ اس کو واپس لے آئیں گے۔

(بخاری۔ کتاب التفسير۔ سورة الجمعة)

اس کی دوسری روایت میں 'کچھ لوگ' کی بجائے ایک شخص اُس کو واپس لے آئے گا، بھی ہے۔

"عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلُ اُمَّتِىْ مَثَلُ الْمَطَرِ لَايُدْرِى اَوَّلُهٗ خَيْرٌ اَمْ اٰخِرُهٗ"۔ (ترمذی كتاب الأمثال)۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کی مثال بارش کی طرح ہے۔ یہ نہیں معلوم ہو سکے گا کہ اس کا پہلا حصہ بہتر ہے یا آخری۔

اس ضمن میں یہ اچھی طرح یاد رکھ لینا چاہئے کہ آج کل جو اللہ کے فضلوں کی بارش ہو رہی ہے یہ بھی آنحضرت ﷺ کے فضلوں کی بارش ہی ہے۔ اس کو ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ کوئی احمدیت کے فضلوں کی بارش اس سے الگ ہے۔ پس فضل رسول اللہ ہی کے ہیں۔ اس کی پہلی بارش کے وقت کیا حال تھا اور اب دوسری بارش کے وقت کیا حال ہے، یہ فرق ظاہر ہو چکا ہے۔ اور یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی کی برکت ہے۔

ایک حدیث ہے عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اِمَامًا عَادِلًا وَحَكَمًا مُقْسِطًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَيَرْجِعُ السَّلْمَ وَ يَتَّخِذُ السُّيُوْفَ مَنَاجِلَ. (مسند احمد بن حنبل باقی مسند المكثرين)۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عیسیٰ بن مریم عادل امام اور انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے والے حَکَم کی حیثیت سے نازل ہوگا۔ وہ صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا اور امن و آشتی کو لوٹائے گا اور تلواروں کو درانتیوں میں تبدیل کر دے گا (یعنی زمانے کے لوگ باہم جنگ و جدال کو چھوڑ کر کھیتی باڑی کی طرف متوجہ ہوں گے۔

اس میں جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک مثال کے طور پر ہیں، پرانے نہیں۔ اسی طرح جو لفظ یہاں بیان ہوئے ہیں وہ سارے تمثیلی ہیں۔ مثلاً یہ مراد تو نہیں ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں سے صلیب کو توڑے گا۔ صلیب تو جتنی دنیا میں توڑتے جائیں گے اور بنتی چلی جائیں گی۔ صلیبوں کا سلسلہ تو کبھی ختم ہو ہی نہیں سکتا۔ اسی طرح خنزیر کو قتل کرنے سے بھی یہ مراد نہیں ہے کہ وہ نعوذ باللہ من ذلک نازل ہوتے ہی بیلوں میں گھس جائے گا اور جو سؤر نظر آئے گا اس کو مار دے گا۔ پھر جہاں سؤر پالتے ہیں وہاں جائے گا۔ تو اتنی دیر میں پیچھے سؤر اور بچے دیتے چلے جائیں گے۔ یہ تمثیلات ہیں ان کو حکمت کی باتیں سمجھ کر غور کرنا چاہئے۔ صلیب توڑنے سے مراد ہے صلیبی مذہب کی بنیاد نکال دے گا اور قتل خنزیر سے مراد خنزیر صفت لوگوں کو قتل کرے گا۔ جن کی صفتیں گندی اور غلط ہیں ان کو ہلاک کرے گا۔ اور تلواروں کو درانتیوں میں تبدیل کر دے گا۔ یہ ایسا واقعہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں اب تلواروں کے جہاد کی ضرورت نہیں ہے بلکہ کھیتی باڑی کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ اور لوگ متوجہ ہو رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حارث کا لقب بھی عطا فرمایا تھا۔ کھیتی باڑی والا۔ چنانچہ اب کثرت سے لوگ اس طرف رجوع کر رہے ہیں۔ اب جو قریب ہی کے زمانہ میں حالات واقع ہوئے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ اب زیادہ فکریں اپنی کھیتیوں کی ہیں بہ نسبت اس کے کہ تلوار کے زور سے قتل کیا جائے۔

ایک الہام ۱۸۹۹ء کا ہے: "خدا نے مجھے ...... خبر دی کہ تیرے ساتھ آشتی اور صلح پھیلے گی۔ ایک درندہ بکری کے ساتھ صلح کرے گا۔ اور ایک سانپ بچوں کے ساتھ کھیلے گا۔ یہ خدا کا ارادہ ہے۔ گو لوگ تعجب کی راہ سے دیکھیں۔"

(اشتہار واجب الاظہار۔ صفحہ ۲،۳۔ ضمیمہ تریاق القلوب)

یہ سب تمثیلات ہیں اس کی یہ مراد ہرگز نہیں ہوتی کہ ایک درندہ بکری کے ساتھ واقعی صلح کرلے۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ مخالف طبیعتیں پیدا کی گئی ہیں۔ تو اس سے مراد درندہ صفت لوگ ہیں۔ وہ مظلوم لوگ جن پر وہ ظلم کیا کرتے تھے وہ اس سے باز آجائیں گے۔ اور سانپ بچوں کے ساتھ کھیلے گا۔ یہ تو نظارہ جو لوگ سندھ میں گئے ہوئے ہیں وہ جانتے ہیں کہ واقعۃً یہ ہوچکا ہے کہ ایک سانپ وہاں ہوتا ہے جو دن کے وقت آنکھیں نہیں کھول سکتا اور کسی کو ڈس نہیں سکتا۔ تو بچے اس کو پکڑ لیتے ہیں اور اس کے ساتھ کھیلتے ہیں اور وہ ان کو کوئی تکلیف نہیں پہنچاتا۔ تو ظاہراً بھی بعض باتیں پوری ہوچکی ہیں اور ہو رہی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:

"یہی تفسیر لفظ یَکۡسِرُ الصَّلِیۡب اور یَضَعُ الۡحَرۡب کی ہے۔ یہ غلط اور جھوٹا خیال ہے کہ جہاد ہوگا۔ بلکہ حدیث کے معنے یہ ہیں کہ آسمانی حربہ جو مسیح موعود کے ساتھ نازل ہوگا یعنی آسمانی نشان اور نئی ہوا یہ دونوں باتیں دجالیت کو ہلاک کریں گی۔ اور سلامتی اور امن کے ساتھ حق اور توحید اور صدق اور ایمان کی ترقی ہوگی۔ اور عداوتیں اٹھ جائیں گی اور صلح کے ایام آئیں گے۔ تب دنیا کا اخیر ہوگا۔ اسی وجہ سے ہم نے اس کتاب کا نام بھی ایّام الصُّلح رکھا"۔

(ایام الصُّلح۔ روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۲۸۶)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"خدا میری نسبت فرماتا ہے۔ سَلۡمَانُ مِنَّا اَھۡلَ الۡبَیۡتِ (ترجمہ) سلمان یعنی یہ عاجز جو دو صلح کی بنیاد ڈالتا ہے، ہم میں سے ہے جو اہل بیت ہیں۔

یہ وحی الٰہی اس مشہور واقعہ کی تصدیق کرتی ہے جو بعض دادیاں اِس عاجز کی سادات میں سے تھیں۔ اور دو صلح سے مراد یہ ہے کہ خدا نے ارادہ کیا ہے کہ ایک صلح میرے ہاتھ سے اور میرے ذریعہ سے اسلام کے اندرونی فرقوں میں ہوگی اور بہت کچھ تفرقہ اُٹھ جائے گا۔ اور دوسری صلح اسلام کے بیرونی دشمنوں کے ساتھ ہوگی کہ بہتوں کو اسلام کی حقانیت کی سمجھ دی جائے گی۔ اور وہ اسلام میں داخل ہوجائیں گے، تب خاتمہ ہوگا۔" (حقیقۃالوحی۔ صفحہ ۷۸۔ حاشیہ در حاشیہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"جو مومنوں میں سے خلیفہ ہوتے ہیں ان کو بھی اللہ ہی بناتا ہے۔ ان کو خوف پیش آتا ہے مگر خدا تعالیٰ اُن کو تمکنت عطا کرتا ہے۔ جب کسی قسم کی بدامنی پھیلے تو اللہ ان کے لئے اس کی راہیں نکال دیتا ہے۔ جو اُن کا منکر ہو، اس کی پہچان یہ ہے کہ اعمالِ صالحہ میں کمی ہوتی چلی جاتی ہے اور وہ دینی کاموں سے رہ جاتا ہے۔

جناب الٰہی نے ملائکہ کو فرمایا کہ میں خلیفہ بناؤں گا کیونکہ وہ اپنے مقربین کو کسی آئندہ معاملہ کی نسبت جب چاہے اطلاع دیتا ہے۔ ان کو اعتراض سوجھا۔ جو ادب سے پیش کیا۔ ایک دفعہ ایک شخص نے مجھے کہا: حضرت صاحب نے دعویٰ تو کیا ہے مگر بڑے بڑے علماء اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ مَیں نے کہا: وہ خواہ کتنے بڑے ہیں مگر فرشتوں سے بڑھ کر تو نہیں۔ اعتراض تو انہوں نے بھی کردیا اور کہا اَتَجۡعَلُ فِیۡھَا مَنۡ یُّفۡسِدُ فِیۡھَا وَ یَسۡفِکُ الدِّمَآءَ (البقرہ:۳۱) کیا تو اُسے خلیفہ بناتا ہے جو بڑا فساد ڈالے اور خونریزی کرے۔ یہ اعتراض ہے مگر مولیٰ۔ ہم تجھے پاک ذات سمجھتے ہیں۔ تیری حمد کرتے ہیں۔ تیری تقدیس کرتے ہیں۔ خدا کا انتخاب صحیح تھا مگر خدا کے انتخاب کو اُن کی عقلیں کب پاسکتی تھیں۔"

(الفضل۔ ۱۷/ ستمبر ۱۹۱۲ء۔ صفحہ ۱۵)

یہاں ﴿مَنۡ یُّفۡسِدُ فِیۡھَا وَیَسۡفِکُ الدِّمَآءَ﴾ والی بات جو ہے اسکو اس پہلو سے بھی سمجھنے کی ضرورت ہے کہ جب خدا کا کوئی نبی آتا ہے تو فساد تو زمین میں ضرور برپا ہوتا ہے مگر فساد کرنے والے مخالف ہوتے ہیں۔ نبی کی طرف سے فساد کا آغاز کبھی نہیں ہوا۔ نبی ہمیشہ دفاعی جنگیں لڑتے ہیں اور زمین میں جو خون بہایا جاتا ہے وہ مخالف، نبیوں اور بزرگوں کے خون بہاتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"﴿وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمۡ دِیۡنَھُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَھُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِھِمۡ اَمۡنًا﴾ خدا فرماتا ہے کہ ہمارے مامور کی شناخت کیا ہے۔ اس کے لئے ایک تو یہ نشان ہے کہ وہ بھولی بسری متاع جس کے خدائے تعالیٰ پسند کرتا ہے اس سے لوگ آگاہ ہوں اور غلطی سے چونک اٹھیں اور اسے چھوڑ دیں۔ اس کو پورا کرنے کے لئے اس کو ایک طاقت دی جاتی ہے۔ ایک قسم کی بہادری اور نصرت عطا ہوتی ہے۔ اس بات کے قائم کرنے کے لئے جس کے لئے اس کو بھیجا ہے قسم قسم کی نصرتیں ہوتی ہیں۔ کوئی ارادہ اور سچا جوش پیدا نہیں ہوتا۔ جب تک کہ خدا تعالیٰ کی مدد کا ہاتھ ساتھ نہ ہو۔ بڑی بڑی مشکلات آتی ہیں اور ڈرانے والی چیزیں آتی ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ ان سب خوفوں اور خطرات کو امن سے بدل دیتا ہے اور دُور کردیتا ہے۔ ایک معیار وت اس کی راست بازی اور شناخت کا یہ ہے۔

اب ذرا ہادیٔ کامل ﷺ کی حالت پر غور کرو۔ جب آپؐ نے دعوت حق شروع کی تو تنہا تھے۔ جیب میں روپیہ نہ تھا۔ بازے بڑے مضبوط نہ تھے۔ حقیقی بھائی کوئی نہ تھا۔ ماں باپ کا سایہ بھی سر سے اٹھ چکا تھا۔ اور ادھر قوم کی دلچسپی نہ تھی۔ مخالفت حد سے بڑھی ہوئی تھی۔ مگر خدا کے لئے کھڑے ہوئے۔ مخالفوں نے جس قدر ممکن تھے دکھ پہنچائے۔ جلاوطن کرنے کے منصوبے باندھے۔ قتل کے منصوبے کئے۔ کیا تھا جو انہوں نے نہ کیا۔ مگر کس کو نیچا دیکھنا پڑا۔ آپؐ کے دشمن ایسے خاک میں ملے کہ نام و نشان تک مٹ گیا۔ وہ ملک جو کبھی کسی کے ماتحت نہ ہوا تھا آخر کس کے ماتحت ہوا؟ اس قوم میں جو توحید سے ہزاروں کوس دور تھی توحید پہنچادی۔ اور نہ صرف پہنچادی بلکہ منوادی۔ خوف کے بعد امن عطا کیا۔ ان کے بعد ان کے جانشین حضرت ابوبکرؓ ہوئے۔ آپؓ کی قوم جاہلیت میں بھی چھوٹی تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم میں سے بھی نہ تھے۔ پھر کیونکر ثابت ہوا کہ خلیفہ حق ہیں۔ اُسامہؓ کے پاس بیس ہزار لشکر تھا۔ کو بھی حکم دے دیا کہ شام کو چلے جاؤ۔ اگر اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لشکر موجود ہوتا تو لوگ کہتے کہ بیس ہزار لشکر کی بدولت کامیابیاں ہوئیں۔ نواح عرب میں ارتداد کا شور اٹھا۔ تین مسجدوں کے سوا نماز کا نام و نشان نہ رہا تھا۔ سب کچھ ہوا۔ میرے خدا نے کیسا ہاتھ پکڑا کہ رافضی بھی گواہی دے اٹھا کہ اسد اللہ الغالب کو خوف کی وجہ سے ساتھ ہونا پڑا۔ کیسا خوف پیدا ہوا"۔ یعنی شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ خوف کی وجہ سے حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ ہوگئے تھے۔ تو اگر یہ سچ ہے تو ابوبکر کے پاس تو کچھ بھی نہیں تھا۔ خوف کس بات کا پیدا ہوا۔ پس اصل میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صالح تھے اور صرف خدا کا خوف تھا ورنہ کسی انسان کا خوف آپ پر غالب نہ آسکا۔ "کیوں؟ اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنائے تھے۔ اسی طرح ہمیشہ جب لوگ مامور ہوکر آتے ہیں تو خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی سے اس کے ہاتھ کا تھامنا یہ دکھلا دیتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی حفاظت میں محفوظ ہوتا ہے۔ یاد رکھو جس قدر کمزوریاں ہوں وہ سب معجزات اور الٰہی تائیدیں ہیں کیونکہ ان کمزوریوں ہی میں تائید الٰہی کا مزہ آتا ہے اور معلوم ہوجاتا ہے"۔ (حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ ۲۲۹)

معاندِ احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقۡھُمۡ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقۡھُمۡ تَسۡحِیۡقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

شریف جیولرز

پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔

فون دوکان 0092-4524-212515

رہائش 0092-4524-212300

تبلیغ دیں و نشر ہدایت کے کام پر ...... مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

JANIC EXIMP

Manufacturers & Exporters of All kinds of Fashion Leather Products & General order Suppliers & Importers.

Off : 16D, Topsia 2nd Lane
Mullapara, Near Star Club
Calcutta - 700039

Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pager No.: 9610 - 606266

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"خدا نے مومنوں کو جو نیکوکار ہیں وعدہ دے رکھا ہے جو ان کو خلیفے بنائے گا انہی خلیفوں کی مانند جو پہلے بنائے گئے تھے اور اُسی سلسلہ خلافت کی مانند سلسلہ قائم کرے گا جو حضرت موسیٰ کے بعد قائم کیا تھا اور اُن کے دین کو یعنی اسلام کو جس پر وہ راضی ہوا زمین پر جمادے گا اور اُس کی جڑ لگا دے گا اور خوف کی حالت کو امن کی حالت کے ساتھ بدل دے گا۔ وہ میری پرستش کریں گے، کوئی دوسرا میرے ساتھ نہیں ملائیں گے۔ دیکھو اس آیت میں صاف طور پر فرمایا ہے کہ خوف کا زمانہ بھی آئے گا اور امن جاتا رہے گا مگر خدا اس خوف کے زمانہ کو پھر امن کے ساتھ بدل دے گا۔ سو یہی خوف یشوع بن نون کو بھی پیش آیا تھا اور جیسا کہ اس کو خدا کے کلام سے تسلی دی گئی ایسا ہی ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی خدا کے کلام سے تسلی دی گئی۔" (تحفہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۷۔ صفحہ ۱۸۸۔۱۸۹)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:-

"مطلب یہ ہے کہ ہر ایک خوف کی حالت میں کہ جب محبت الٰہیہ دلوں سے اُٹھ جائے اور مذاہب فاسدہ ہر طرف پھیل جائیں اور لوگ رُوبہ دنیا ہو جائیں اور دین کے گم ہونے کا اندیشہ ہو تو ہمیشہ ایسے وقتوں میں خدا روحانی خلیفوں کو پیدا کرتا رہے گا کہ جن کے ہاتھ پر روحانی طور پر نصرت اور فتح دین کی ظاہر ہو اور حق کی عزت اور باطل کی ذلت ہو تا ہمیشہ دین اپنی اصلی تازگی پر عود کرتا رہے اور ایماندار ضلالت کے پھیل جانے اور دین کے مفقود ہو جانے کے اندیشہ سے امن کی حالت میں آجائیں۔" (براہین احمدیہ۔ صفحہ ۲۳۵۔۲۳۶ حاشیہ)

پھر فرماتے ہیں:-

"ان آیات میں مسلمان مردوں اور عورتوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ضرور ان میں سے بعض مومنوں کو اپنے فضل اور رحمت سے خلیفہ بنائے گا اور ان کے خوف کو امن میں بدل دے گا۔ پس یہ ایک ایسی بات ہے جس کا پورا اور کمل مصداق ہم حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کو پاتے ہیں جیسا کہ اہل تحقیق کے نزدیک یہ امر واضح ہے کہ ان کی خلافت کا زمانہ ایک خوف و مصائب کا زمانہ تھا کیونکہ جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو اسلام اور مسلمانوں پر طرح طرح کی مصیبتیں نازل ہوئیں اور بہت سارے منافق مُرتد ہو گئے اور مُرتدین کی زبانیں دراز ہو گئیں اور جھوٹے دعویداروں سے ایک گروہ نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اور ان کے گرد بہت سارے بادیہ نشین جمع ہو گئے یہاں تک کہ مسیلمہ کے ساتھ قریباً ایک لاکھ جاہل اور فاجر لوگ آشامل ہوئے اور فتنوں نے جوش مارا اور مصائب بڑھ گئے اور قسم قسم کی بلاؤں نے دُور و نزدیک سے مسلمانوں کا احاطہ کر لیا اور مومن ایک سخت زلزلہ میں مبتلا کئے گئے اور مسلمانوں میں سے ہر فرد آزمائش میں ڈالا گیا اور خوفناک اور حواس کو دہشت ناک کرنے والے حالات پیدا ہو گئے اور مومن بے چارگی کی حالت کو پہنچ گئے۔ گویا ایک انگارہ تھا جو ان کے دلوں میں بھڑکایا گیا یا یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ چھری کے ساتھ ذبح کر دیئے گئے ہیں، کبھی وہ آنحضرت ﷺ کے فراق کی وجہ سے اور کبھی آگ کی مانند جلا دینے والے فتنوں کی وجہ سے روتے تھے اور امن وامان کا کوئی نشان باقی نہ رہا اور فتنوں میں پڑے ہوئے مسلمان ایسے مغلوب ہو گئے جیسے رُوڑی کے اوپر اُگی ہوئی گھاس اس کو ڈھانپ لیتی ہے۔ پس مومنوں کا خوف اور گھبراہٹ بڑھ گیا اور ان کے دل دہشت اور کرب سے بھر گئے تو ایسے وقت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو زمانے کا حاکم اور خاتم النبیین ﷺ کا خلیفہ بنایا۔ اسلام پر حالات واردہ کی وجہ سے اور ان باتوں کی وجہ سے جو آپ نے منافقوں، کافروں اور مُرتدین کی طرف سے دیکھیں۔ آپ پر سخت غم طاری ہو گیا اور آپ موسمِ ربیع کی بارش کی طرح روتے تھے اور آپ کے آنسو چشموں کی طرح بہتے تھے اور آپ اللہ تعالیٰ سے اسلام اور مسلمانوں کی بہتری اور بھلائی چاہتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب میرے باپ خلیفہ بنائے گئے اور اللہ تعالیٰ نے امر خلافت آپ کو تفویض کیا تو آپ نے خلیفہ بنتے ہی فتنوں کو ہر طرف سے موجزن پایا اور یہ کہ جھوٹے نبوت کے مدعی جوش میں ہیں اور منافق مرتد لوگ بغاوت پر آمادہ ہیں۔ سو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس قدر مصائب آپڑے کہ اگر پہاڑوں پر اتنی مصیبتیں نازل ہوتیں تو وہ ٹوٹ کر گر جاتے اور ریزہ ریزہ ہو جاتے۔ لیکن آپ کو رسولوں کی طرح ایک صبر عطا کیا گیا یہاں تک کہ اللہ کی نصرت آئی اور جھوٹے مدعیانِ نبوت قتل کئے گئے اور مُرتد ہلاک کر دیئے گئے اور فتنوں اور مصائب کا قلع قمع کر دیا گیا اور معاملے کا فیصلہ کر دیا گیا اور امر خلافت مضبوط ہو گیا اور اللہ نے مومنوں کو مصیبت سے نجات بخشی اور ان پر خوف طاری ہونے کے بعد اسے امن میں بدل دیا اور ان کے دین کو مضبوط کر دیا۔ اور مفسدین کے منہ کالے کر دئے اور اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بندے ابوبکر صدیق کی مدد فرمائی اور سرکشوں اور بڑے بڑے بتوں کو تباہ کر دیا اور کفار کے دلوں میں رُعب ڈال دیا۔ پس وہ شکست کھا گئے اور انہوں نے حق کی طرف رجوع کیا اور سرکشی سے توبہ کی اور یہ غالب خدا کا وعدہ تھا جو تمام سچوں سے زیادہ سچا ہے۔" (سرّ الخلافہ۔ روحانی خزائن جلد ۸۔ صفحہ ۳۳۴۔۳۳۵)

دیکھیں، یہی کیفیت حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر سب دشمنوں نے شور مچا دیا تھا اور سارے ہندوستان کے اخباروں نے لکھنا شروع کر دیا تھا کہ بس اب اس کی زندگی کی بات تھی۔ اب یہ سلسلہ مٹا یا مٹا۔ اور بہت سی زبانیں کھول دی گئی تھیں۔ یہاں تک کہ یوں لگتا تھا کہ واقعۃً اب اس فتنے کا کوئی حل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کو جو بہت ہی رقیق القلب تھے اور بوڑھے تھے ان کو ایسا مضبوطی سے قائم کیا کہ سارے فتنوں کا سر کچل دیا۔ اور آپ کا زمانہ، پہلا خلیفہ ہے جس وقت احمدیت میں کلیۃً وحدانیت تھی ایک بھی فرقہ نہیں بنا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانے کی طرح۔ یہی حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی مشابہت ہے۔ اس کے بعد مختلف فرقے بنتے رہے۔ پیغامیوں کا فرقہ بنا، دوسرے فرقے اسی طرح کے بنتے رہے۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح اول کے زمانہ میں بالکل حضرت ابوبکر صدیق کی طرح کسی فتنے اور تفرقے کا آغاز بھی نہیں ہوا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"یہ تمام آیات آئندہ کے لئے پیشگوئیاں تھیں تاکہ ان کے ظہور کے وقت مومنوں کا ایمان بڑھ جائے اور وہ اللہ کے وعدوں کو پہچان لیں۔ کیونکہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد اسلام میں فتنے پیدا ہونے اور اس پر مصائب نازل ہونے کی خبر دی تھی اور ان میں یہ وعدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اس وقت بعض مومنوں کو خلیفہ بنائے گا اور خوف کے بعد ان کو امن دے گا اور ان کے متزلزل دین کو تقویت بخشے گا"۔ بعض مومنوں کو خلیفہ بنائے گا۔ یعنی بظاہر یہ لکھا ہوا ہے کہ کئی مومن خلیفہ ہوں گے۔ عملاً تو سب مومن ہی مل کر خلیفہ بنتے ہیں۔ "اور خوف کے بعد ان کو امن دے گا اور ان کے متزلزل دین کو تقویت بخشے گا۔ اور مفسدین کو ہلاک کرے گا۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس پیشگوئی کا مصداق سوائے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اور اُن کے زمانے کے کوئی نہیں۔ پس انکار نہ کریں کیونکہ اس کی دلیل تو ظاہر ہو گئی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اسلام کو ایسی دیوار کی طرح پایا جو مفسدین کی شرارت کی وجہ سے گرنے کو تھی۔ خدا تعالیٰ نے اس کو ان کے ہاتھوں ایک چونہ گچ، مضبوط اونچے قلعہ کی طرح بنا دیا جس کی دیواریں فولادی تھیں اور اس میں ایسی فوج تھی جو غلاموں کی طرح فرمانبردار تھی۔ پس غور کریں کہ اس میں آپ کے لئے کوئی شک کی گنجائش ہے یا اس کی نظیر آپ کے نزدیک اَور جماعتوں سے لانا ممکن ہے؟۔"

(سرّ الخلافہ۔ روحانی خزائن جلد ۸۔ صفحہ ۳۳۶)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"جیسا کہ خدا نے حضرت ابوبکرؓ کے وقت میں خوف کے بعد امن پیدا کر دیا اور برخلاف دشمنوں کی خواہشوں کے دین کو جما دیا ایسا ہی مسیح موعود کے وقت میں بھی ہو گا کہ اس طوفانِ تکذیب اور تکفیر اور تفسیق کے بعد یک دفعہ لوگوں کو محبت اور ارادت کی طرف میلان دیا جائے گا اور جب بہت سے نور نازل ہوں گے اور ان کی آنکھیں کھلیں گی تو وہ معلوم کریں گے کہ ہمارے اعتراض کچھ چیز نہ تھے اور ہم نے اپنے اعتراضوں میں بجز اس کے اَور کچھ نہ دکھلایا جو اپنے سطحی خیال اور موٹی عقل اور حسد اور تعصب کے زہر کو لوگوں پر ظاہر کر دیا اور پھر اس کے بعد ابوبکرؓ اور مسیح موعود میں یہ مشابہت ظاہر کر دی جائے گی کہ اس دین کو جس کی مخالف بیخ کنی کرنا چاہتے ہیں زمین پر خوب جما دیا جائے گا اور ایسا مستحکم کیا جائے گا کہ پھر قیامت تک اس میں تزلزل نہیں ہو گا۔ اور پھر تیسری مشابہت یہ ہو گی کہ جو شرک کی ملونی مسلمانوں کے عقیدوں میں مل گئی تھی وہ بکلّی اُن کے دلوں سے نکال دی جائے گی۔ اس سے مراد یہ ہے کہ شرک کا ایک بڑا حصہ جو مسلمانوں کے عقائد میں داخل ہو گیا تھا یہاں تک کہ دجّال کو بھی خدائی کی صفتیں دی گئی تھیں اور حضرت مسیح کو ایک حصہ مخلوق کا خالق سمجھا گیا تھا یہ ہر ایک قسم کا شرک دُور کیا جائے گا جیسا کہ آیت یعبدوننی لایشرکون بی شیئاً سے مستنبط ہوتا ہے۔" (تحفہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۷۔ صفحہ ۱۸۹ تا ۱۹۰)

قیامت تک دین میں تزلزل نہ ہونا یہ فقرہ بعض لوگوں کو شک میں ڈال سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق احمدیت میں بھی خلافت ایک ہزار سال تک جاری رہے گی۔ اس کے بعد پھر وہ جس طرح ہر بڑی چیز ایک دفعہ تعمیر ہونے کے بعد پھر کھنڈرات میں تبدیل ہو جاتی ہے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعد اسلام دیکھیں کتنی شان اور بلندی تک پہنچا۔ پھر دیکھو اس کے بعد کیا حال ہوا اور آج کل مولویوں کے فتنے کیسے پھیل رہے ہیں۔ تو ہر چیز جو ایک دفعہ بلند ہو وہ ضرور جھکتی ہے۔ سورج جو طلوع ہوتا ہے اس نے بھی ضرور غروب ہونا ہے۔ پس یہ خیال نہ کرنا کہ قیامت سے مراد یہ ہے۔ قیامت سے مراد وہ گھڑی ہے، سب سے بڑی قیامت تو وہی ہوگی جب خلافت احمدیت بھی نہ رہے گی اور وہی قیامت کا زمانہ ہوگا۔ اس کے بعد قیامت تک پھر شریر لوگ پیدا ہوتے چلے جائیں گے۔

﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا. وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ﴾۔ جو بھی کوئی نیکی لے کر آئے گا تو اس کے لئے اس سے بہتر (اجر) ہوگا اور وہ لوگ اس دن سخت اضطراب سے بچے رہیں گے۔ (سورۃ النمل:۹۰)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مُیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ مسلمان کون ہے؟ صحابہؓ نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان بچے رہیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ مؤمن کون ہے؟ صحابہؓ نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: مؤمن وہ ہے کہ جس کی طرف سے مؤمن لوگ اپنے جان و مال کے بارے میں پُرامن ہوں۔ اور مہاجر وہ ہے جو برائی کو چھوڑ دے اور اس سے بچتا رہے۔ (مسند احمد بن حنبل. باقی مسند المکثرین من الصحابه)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے عرض کیا گیا۔ آپؐ کا اس آدمی کے متعلق کیا خیال ہے جو نیک عمل کرتا ہے اور لوگ اس وجہ سے اس کی تعریف کرتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: یہ ایک فوری بدلہ ہے جو اسی دنیا میں مومن کو بشارت کے رنگ میں عطا ہوتا ہے۔ (مسلم. کتاب البرّ والصلة. باب اذا اثنی علی الصالح)

پس یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اگر کوئی نیک عمل کرے اور اس کی تعریف ہو رہی ہو تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ہم اس پر ریاکاری کا الزام لگائیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہی دلوں کو بدلتا ہے اور اس کی طرف مائل کرتا ہے اور اس کے نتیجہ میں فرمایا کہ ایک فوری بدلہ ہے جو اس دنیا میں اس کو ملتا ہے۔ جو آخرت کا بدلہ ہے وہ اس کے سوا ہوگا۔

المُعجم للطبرانی میں ہے: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ نے کچھ آدمیوں کو لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے پیدا کیا ہے۔ لوگ اپنی ضرورتیں لیے ہوئے اُن کے پاس جاتے ہیں اور وہ اُن کی ضرورتیں پوری کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگ قیامت کے دن اللہ کے عذاب سے محفوظ رہیں گے۔

جامع ترمذی میں ہے: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک نوجوان کے پاس تشریف لے گئے جبکہ وہ مرنے کے قریب تھا۔ تو آپؐ نے (اُس سے) پوچھا کہ تم اپنے آپ کو کس حال میں پاتے ہو؟ اُس نے کہا کہ یارسول اللہ! میں اللہ سے خیر کی امید رکھتا ہوں مگر اپنے گناہوں سے بھی ڈرتا ہوں۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اس طرح کے موقع پر (یعنی جان کنی کے وقت) جس شخص کے دل میں یہ (رجا اور خوف) دونوں باتیں اکٹھی ہو جائیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز عطا فرما دیتا ہے جس کا وہ امیدوار ہوتا ہے اور اُس چیز سے امن دے دیتا ہے جس سے وہ ڈر رہا ہوتا ہے۔ (جامع ترمذی، کتاب الجنائز)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص اللہ سے ملنے کو پسند کرتا ہے، اللہ بھی اس سے ملنے کو پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے تو اللہ بھی اس سے ملنے کو پسند نہیں کرتا۔“ اس پر میں نے پوچھا کہ ”اللہ سے ملنے کو ناپسند کرنے کا مطلب کیا ہے؟ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی موت کو ناپسند کرتا ہے؟ (اگر ایسا ہے تو) ہم میں سے ہر شخص موت کو ناپسند کرتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں، یہ بات نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ مومن کو جب اللہ کی رحمت اور اُس کی رضا اور اُس کی جنت کی خوشخبری ملتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے چنانچہ اللہ بھی ایسے شخص سے ملاقات کرنا چاہتا ہے۔ اور کافر کو جب اللہ کے عذاب اور اُس کی ناراضی کی خبر دی جاتی ہے تو وہ اللہ سے ملنے کو پسند نہیں کرتا، نتیجۃً اللہ بھی اس سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعا)

حضرت ابوسعید خدریؓ اور ابوہریرہؓ دونوں نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:-

جب جنتی لوگ جنت میں جائیں گے تو ایک اعلان کرنے والا (فرشتہ) اعلان کرے گا: ”اے اہلِ جنت! اب تم ہمیشہ تندرست رہو گے اور کبھی بھی بیمار نہیں پڑو گے۔ اور ہمیشہ زندہ رہو گے اور اب تمہیں کبھی موت نہیں آئے گی۔ اور تم پر بڑھاپا کبھی نہیں آئے گا اور تم ہمیشہ جوان رہو گے اور اب کبھی بھی تمہیں تنگی اور فقروفاقہ لاحق نہیں ہوگا بلکہ تم ہمیشہ خوشحال رہو گے“۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے بھی یہی مراد ہے کہ: ﴿وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ (سورۃ الاعراف:۴۴)۔ اور انہیں آواز دی جائے گی کہ یہ وہ جنت ہے جس کا تمہیں وارث ٹھہرایا گیا ہے بسبب اس کے جو تم عمل کرتے تھے۔ (صحیح مسلم کتاب الجنة و جامع ترمذی)

حضرت عبدالرحمٰن بن غنم، ابومالك الأشعری سے ایک لمبی روایت میں بیان کرتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے لوگو! سنو اور یاد رکھو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں جو نہ تو انبیاء ہیں اور نہ شہداء لیکن انبیاء اور شہداء بھی اُن کے اللہ تعالیٰ سے قرب اور ہم نشینی پر رشک کرتے ہیں۔ اس کے بعد دُور دراز سے ایک اعرابی آیا اور اپنے ہاتھ سے آنحضرت ﷺ کی طرف اشارہ کیا اور کہا: اے اللہ کے نبی! بعض لوگ ایسے ہیں جو نہ تو انبیاء ہیں، نہ شہداء لیکن انبیاء اور شہداء بھی اُن کے اللہ تعالیٰ سے قرب اور ہم نشینی پر رشک کرتے ہیں، آپ ہمیں اُن کے بارہ میں کچھ بتایئے۔ اعرابی کے اس سوال پر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ خوشی سے دمک اٹھا اور آپؐ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو کوئی شہرت نہیں رکھتے اور غیر مشہور قبائل سے ہیں۔ ان کی اگرچہ باہم کوئی رشتہ داری نہیں ہوتی مگر وہ اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے اور بے لوث تعلق رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کے لئے نُور کے منبر رکھے گا اور اُنہیں اُن پر بٹھائے گا اور اُن کے چہرے بھی نورانی بنا دے گا اور اُن کے لباس بھی نورانی بنا دے گا۔ دوسرے لوگ قیامت کے دن نہایت خوفزدہ ہوں گے مگر یہ لوگ خوفزدہ نہ ہوں گے اور یہ لوگ اللہ کے وہ اولیاء ہیں جن پر نہ خوف غالب آئے گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

(مسند احمد بن حنبل. باقی مسند الانصار)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں

یہ ممکن ہی نہیں کہ تم نیک کام کرو اور خدا تمہیں قبولیت نہ دے۔
(حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اسیران راہ مولیٰ کے لئے درخواست دعا

احباب جماعت سے جملہ اسیران راہ مولیٰ کے لئے جو پاکستان کے مختلف جیلوں میں اللہ اور اس کے رسول کے نام کی خاطر قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں جلد رہائی کے لئے درخواست دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان بھائیوں کو اپنے حفظ و امان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔

ارشادِ نبوی ﷺ
(امانت داری عزت ہے)
منجانب
رکن جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AutoTraders
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان 248-5222,248-1652,243-0794
رہائش: 237-0471,237-8468

گی۔اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہونگے اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہو گی اور اکثر مقامات زیروزبر ہو جائیں گے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین و آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی۔اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں ان کا پتہ نہیں ملے گا۔ تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہو گا کہ یہ کیا ہونے والا ہے اور بہتیرے نجات پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے۔ وہ دن نزدیک ہیں بلکہ مَیں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہونگی، کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے۔یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں۔ اگر مَیں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے جیسا کہ خدا نے فرمایا﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا﴾اور توبہ کرنے والے امان پائیں گے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں ان پر رحم کیا جائے گا۔کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہو گا۔یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے، مَیں دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے۔اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی امن میں نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا، مَیں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد ویگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھائے گا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دُور نہیں۔ مَیں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں، پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوحؑ کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوطؑ کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لو گے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے، نہ کہ آدمی اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مُردہ ہے نہ کہ زندہ"۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۶۸۔۲۶۹)

اب آج کل جو زمانہ آرہا ہے یہ وہی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں میں جو ذکر ہے اس کے مشابہ بڑی کثرت کے ساتھ واقعات ہو رہے ہیں۔اس لئے بہت ہی خوف کا مقام ہے۔ بعض علامتوں سے تو لگتا ہے کہ یہ جنگ عظیم ثالث شروع ہونے والی ہے۔اللہ بہتر جانتا ہے کہ میرا یہ خیال درست ہے یا غلط۔ لیکن پیشگوئیاں ہمیں اس طرف لے جارہی ہیں کہ جیسے بہت بڑے زلزلے، زلزلے سے مراد جنگیں ہیں اور ایسی جنگیں جن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ زندگی کا نشان مٹ جائے گا۔ پس زندگی کا نشان تو صرف ایٹمی جنگ سے ہی مٹ سکتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ وقت کب آئے گا۔دعا کریں اللہ اس وقت کو ٹالے رکھے۔

الہام 1906ء: سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ. اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ . وَاِنَّ عَلَيْكَ رَحْمَتِيْ فِي الدُّنْيَا وَالدِّيْنِ وَ اِنَّكَ مِنَ الْمَنْصُوْرِيْنَ۔یہ سب لوگ بھاگ جائیں گے اور پیٹھ پھیر لیں گے۔ تو ہمارے نزدیک آج صاحبِ مرتبہ امین ہے۔اور تیرے پر میری رحمت دنیا اور دین میں ہے۔اور تو اُن لوگوں میں سے ہے جن کے شامل نصرتِ الٰہی ہوتی ہے۔

(تذکرہ۔ صفحہ ۱۳۴۔۱۳۵۔ مطبوعہ ربوہ۔ ۱۹۶۹ء)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"خدا سے صلح کرو۔ بچی پرہیزگاری سے کام لو۔ آسمان اپنے غیر معمولی حوادث سے ڈرا رہا ہے۔زمین بیماریوں سے انذار کر رہی ہے۔ مبارک وہ جو سمجھے!"۔

(الحکم جلد ۳ نمبر ۳ صفحہ ۲ پرچہ ۲۳/جنوری ۱۸۹۹ء)

سو سال پہلے

تاریخ احمدیت سے

۱۹۰۲ء

جماعتی چندوں کے لئے ایک نظام کی بنیاد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سب سے زیادہ اس فکر میں رہتے تھے کہ حق کے طالبوں کا ایک گروہ ہمیشہ آپ کے پاس رہے اور دور و نزدیک سے لوگ آکر رہیں اور اپنے شبہات کا ازالہ کریں اور خدا کی راہ آپ سے سیکھیں۔ نیز جو کچھ آپ کتاب یا اشتہار کی شکل میں لکھیں وہ شائع ہو۔اگرچہ یہ سلسلہ اب تک باقاعدگی سے جاری تھا۔اور اس کے لئے جماعت کے مخلصین اپنی مرضی سے حسب توفیق بوجھ اٹھاتے آرہے تھے لیکن اب چونکہ تنہا لنگر خانے کا خرچ آٹھ سو ماہوار تک پہنچ چکا تھا اور مدرسہ تعلیم الاسلام اور میگزین (ریویو آف ریلیجنز) کے اجراء سے جماعت پر مزید ذمہ داریاں عائد ہو چکی تھیں اس لئے وقت آگیا تھا کہ جماعتی چندوں کی فراہمی کے لئے ایک نظام قائم کیا جائے۔ لہٰذا حضرت اقدسؑ نے ۵/مارچ ۱۹۰۲ء کو بذریعہ اشتہار ہدایت فرمائی کہ ہر ایک احمدی لنگر خانہ اور مدرسہ کی ضروریات کے لئے اپنی استطاعت کے مطابق ماہوار چندہ اپنے پر مقرر کر کے مولوی عبدالکریمؓ صاحب کو اطلاع دے۔ان لازمی چندوں کے علاوہ زکوٰۃ اور صدقات کی رقوم کے متعلق بھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ ہر ماہ یہاں آنی چاہئیں۔اس اشتہار میں (جسے جماعت احمدیہ کے مالی نظام کے سنگ بنیاد کی حیثیت حاصل ہے) حضورؑ نے اس نظام کی اہمیت واضح کرتے ہوئے تاکید فرمائی کہ

"ہر ایک شخص جو مرید ہے اس کو چاہئے جو اپنے نفس پر کچھ ماہواری چندہ مقرر کردے خواہ ایک پیسہ ہو اور خواہ ایک دھیلہ۔ اور جو شخص کچھ بھی مقرر نہیں کرتا اور نہ جسمانی طور پر اس سلسلہ کے لئے کچھ بھی مدد دے سکتا ہے وہ منافق ہے۔اب اس کے بعد وہ سلسلہ میں نہیں رہ سکے گا۔اس اشتہار کے شائع ہونے سے تین ماہ بعد تک ہر ایک بیعت کرنے والے کے جواب کا انتظار کیا جائے گا کہ وہ کیا کچھ ماہواری چندہ اس سلسلہ کی مدد کے لئے قبول کرتا ہے۔اور اگر تین ماہ تک کسی کا جواب نہ آیا تو سلسلہ بیعت سے اس کا نام کاٹ دیا جائے گا اور مشتہر کردیا جائے گا"۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔

"اب چاہئے کہ ہر ایک شخص سوچ سمجھ کر اس قدر ماہواری چندہ کا اقرار کرے جس کو وہ دے سکتا ہے گو ایک پیسہ ماہوار ہو۔ مگر خدا کے ساتھ فضول گوئی اور دروغ گوئی کا برتاؤ نہ کرے۔ہر ایک شخص جو مرید ہے اس کو چاہئے جو اپنے نفس پر کچھ ماہواری مقرر کردے خواہ ایک پیسہ اور خواہ ایک دھیلہ۔اور جو شخص کچھ بھی مقرر نہیں کرتا اور نہ جسمانی طور پر اس سلسلہ کے لئے کچھ مدد دے سکتا ہے وہ منافق ہے۔اب اس کے بعد وہ اس سلسلہ میں رہ نہیں سکے گا۔اس اشتہار کے شائع ہونے سے تین ماہ تک ہر ایک بیعت کرنے والے کے جواب کا انتظار کیا جائے گا کہ وہ کیا کچھ ماہواری چندہ اس سلسلہ کی مدد کے لئے قبول کرتا ہے اور اگر تین ماہ تک کسی کا جواب نہ آیا تو سلسلۂ بیعت سے اس کا نام کاٹ دیا جائے گا اور مشتہر کردیا جائے گا۔اگر کسی نے ماہواری چندہ کا عہد کر کے تین ماہ تک چندہ بھیجنے سے لاپرواہی کی اس کا نام بھی کاٹ دیا جائے گا اور اس کے بعد کوئی مغرور اور لاپروا جو انصار میں داخل نہیں۔اس سلسلہ میں ہرگز نہ رہے گا"۔

اس اشتہار کے نتیجہ میں لنگر خانہ اور میگزین کے لئے ذرا باقاعدگی سے چندہ فراہم ہونا شروع ہو گیا اور کئی دوستوں نے سرگرمی دکھلائی خصوصاً صوبہ پنجاب کی احمدی جماعتوں نے ایسا نمایاں حصہ لیا کہ حضورؑ نے بھی بہت تعریف فرمائی۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت)

بقیہ صفحہ: (1)

غرض قرآن شریف بڑے بڑے نشانوں سے پر ہے جن کے ذکر کرنے کیلئے یہ مضمون کافی نہیں اور ایک عجیب طریق قرآن شریف کا یہ ہے جو کسی اور کتاب میں نہیں دیکھا گیا اور وہ یہ کہ وہ خدا تعالیٰ کی قدرت اور علم اور رحمت اور بخشش وغیرہ صفات کے بیان کرنے میں عاجز انسان کی طرح ان صفات کو محض معمولی طور پر بیان نہیں کرتا بلکہ خود زندہ اور تازہ ثبوت اس بات کا دیتا ہے کہ خدا عالم ہے خدا قادر ہے خدا رحیم ہے خدا نجات دہندہ ہے یعنی معجزہ اور پیشگوئی کے طور پر تازہ نمونہ ان صفات کا مشاہدہ کرا دیتا ہے تا انسان کو یقین آجائے کہ جو کچھ دنیا میں اس کی صفات مشہور ہیں وہ درحقیقت اس میں پائی جاتی ہیں اور تا پڑھنے والے اس کے خدا تعالیٰ کی صفات کی نسبت حق الیقین تک پہنچ جائیں

(چشمۂ معرفت صفحہ ۴۰۹ تا ۴۱۳)

ولادت

میرے بیٹے شمیم احمد قائد مجلس ایڈمنٹن (کینیڈا) کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ گیارہ اپریل کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ بچے کا نام حبیب احمد تجویز ہوا ہے۔نو مولود وقف نو میں شامل ہے۔احباب سے بچہ واس کی والدہ اسماء رؤوف کی صحت وسلامتی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔اعانت بدر 200 روپے۔ (عائشہ بیگم پرنسپل نصرت گرلز کالج قادیان)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی

مجلس عرفان

ریکارڈنگ 10 مارچ 2002

سوال : کتنے سال کے بچوں پر حج فرض ہو جاتا ہے؟

جواب: جب بچہ بالغ ہو جائے تو حج فرض ہو جاتا ہے۔ اسکی بھی شرائط ہیں وہ پوری ہوں پھر فرض ہوتا ہے۔

سوال : آپ کا پسندیدہ جانور کون سا ہے؟

جواب: گھوڑا۔

سوال : 19 فروری بروز ہفتہ بچوں کی کلاس میں ایک بچے نے ربوہ کے بارے میں ایک مضمون پڑھا۔ اس نئے مرکز کے بارہ میں تفصیل سے بتایا۔ لیکن اس تعلق میں حضرت نواب محمد الدین صاحب کا ذکر نہیں کیا۔ جنھوں نے باوجود بڑھاپے اور کمزوری کے دن رات محنت کر کے جگہ تلاش کی اور تمام ضروری امور طے کئے۔ سیّدی اس بارہ میں اگر کچھ فرمائیں تو نوجوانوں کے علم میں بہت سی باتیں آئیں گی؟

جواب: جزاکم اللہ آپ نے بہت اچھا سوال کیا ہے اور مجھے بھی احساس ہوا ہے کہ یہ تو بڑی غلطی ہو گئی ہے۔ حضرت نواب محمد الدین صاحب کا ذکر تو ضرور ہونا چاہئے تھا۔ اس بارہ میں میں نے ربوہ لکھا تھا کہ وہ تفصیل سے جواب دیں۔ حضرت نواب محمد الدین صاحب کے متعلق پوری تاریخ لکھیں۔ اور جو جو خدمات انہوں نے کیں تھیں جواب آیا ہوا ہے سن لیں:

محترم نواب صاحب کی پیدائش تلونڈی عنایت خان میں 1872ء میں ہوئی۔ 1880ء میں آپ کی ابتدائی تعلیم شروع ہوئی اور آپ نے پسرور اور سیالکوٹ میں تعلیم حاصل کی۔ آپ کا تعلق راجپوت باجوہ خاندان سے تھا اور آپ کے بزرگ راجہ فتح چند جی نے اسلام قبول کیا تھا جو (آئین اکبری کے مطابق) صوبہ پسرور کے گورنر تھے۔ ان کی اولاد میں سے عنایت اللہ خاں ہوئے جن کے نام سے قصبہ تلونڈی عنایت خاں بسا۔ آگے ان کے لڑکے دین دار صاحب کی اولاد میں سے جناب خاں بہادر اور پھر چودھری نواب محمد دین صاحب ہوئے۔

محترم نواب صاحب نے میٹرک کر کے بطور پٹواری ملازمت شروع کر دی۔ 1891ء میں آپ نائب تحصیلدار ہوئے اور 1894ء میں آپ کو ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں آفس سپرنٹنڈنٹ بنا دیا گیا۔ 1898ء میں آپ ڈیرہ اسماعیل خان میں تحصیلدار مقرر ہوئے اور 1901ء میں ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بنائے گئے۔ 1904ء سے 1906ء تک دہلی میں ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر رہے اور آپ کی خدمات کا اعتراف خواجہ حسن نظامی نے بہت خوبی کے ساتھ کیا۔ 1910ء میں نواب صاحب کو والئی ریاست مالیر کوٹلہ نے حکومت سے مستعار لیا اور آپ کو مہتمم بندوبست مقرر کیا۔ آپ کے اس کام کی تعریف کرنل گیرے پولیٹیکل ایجنٹ پنجاب نے بہت کی اور ان خدمات کے صلہ میں 1918ء میں آپ کو خان بہادر کا خطاب دیا گیا۔ 1919ء میں آپ سب ڈویژنل آفیسر پاکپتن اور خانیوال رہے 1922ء میں کچھ عرصہ پونچھ حکومت نے آپ کی خدمات مستعار لیں اور آپ وہاں مہتمم بندوبست اور ریونیو آفیسر کام کرتے رہے۔ اسی سال ضلع روہتک میں ڈپٹی کمشنر مقرر ہوئے۔ 1924ء میں آپ کو ریاست بہاولپور نے مستعار لیا لیکن وہاں کی پارٹی بازی کی وجہ سے آپ ایک سال بعد ہی واپس آ گئے۔ آپ کو ضلع شیخو پورہ کا ڈپٹی کمشنر لگایا گیا۔ 1928ء میں آپ ریٹائرڈ ہوئے تو الوداعی پارٹی میں پنجاب کے گورنر سر جفری باؤنٹ مورنسی اور سردار بوٹا سنگھ پریزیڈنٹ پنجاب کونسل نے آپ کی بہت تعریف کی۔

اکتوبر 1930ء میں آپ نے کونسل آف اسٹیٹ کی ممبری کا انتخاب جیتا اور 1931ء میں آپ کو ریاست جے پور کا وزیر اعظم مقرر کیا گیا۔ تقریباً پانچ سال وہاں آپ مقیم رہے اور حکومت نے نواب کا خطاب دیا۔ پھر چھ سال تک ریاست جودھپور کے ریونیو منسٹر رہے۔

ایک دفعہ کسی نے آپ سے پوچھا کہ آپ کی ترقی کا راز کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ میری ماں نے مجھے تین باتوں کی نصیحت کی تھی جن پر میں عمل پیرا رہا ہوں: اول والدین کی خدمت دوم: صبح سویرے جاگنا سوم: ہر اپنے سے بڑے اور راستہ میں ملنے والے کو سلام کہنا۔

1889ء میں آپ سیالکوٹ میں ہائی سکول کے طالب علم تھے جہاں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مدرس تھے۔ آپ روزانہ عصر کے بعد حضرت مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ آپ حضرت مسیح موعود سے متاثر تھے لیکن بیعت کرنے میں توقف رہا جس کا آپکو آخر تک افسوس رہا۔ چنانچہ آپ نے مصلح موعود کے ہاتھ پر بیعت کی توفیق پائی۔

پندرہ جولائی 1949ء کو محترم نواب صاحب نے 77 سال کی عمر میں وفات پائی تو حضرت مصلح موعود نے نئے مرکز سلسلہ کے قیام کے سلسلہ میں کی جانے والی آپ کی خدمات کو سراہتے ہوئے فرمایا:

''جس طرح میرے قادیان سے نکلنے کا کام کیپٹن عطاء اللہ صاحب کے ہاتھ سے سرانجام پانا تھا۔ اسی طرح ایک نئے مرکز کا قیام ایک دوسرے آدمی کے سپرد تھا جو پیچھے آیا اور کئی لوگوں سے آگے بڑھ گیا۔ میری مراد نواب محمد الدین صاحب مرحوم سے ہے۔ جن کی اس ہفتہ میں وفات واقع ہوئی ہے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ان کی وفات کی وجہ سے ربوہ میں کوئی ایسا نشان مقرر کیا جائے جس کی وجہ سے جماعت ہمیشہ ان کی قربانیوں کو یاد رکھے اور اس بات کو مت بھولے کہ کس طرح ایک اسی سالہ بوڑھے نے جو محنت اور جفا کشی کا عادی نہیں تھا، جو ڈپٹی کمشنر اور ریاست کا وزیر رہ چکا تھا، جو صاحب جائیداد اور متمول آدمی تھا۔ 1947ء سے 1949ء کے شروع تک باوجود اس کے کہ اس کی طبیعت اتنی مضمحل ہو چکی تھی کہ وہ طاقت کا کوئی کام نہیں کر سکتا تھا اپنی محنت اور اپنے آرام کو نظر انداز کرتے ہوئے رات اور دن ایک کر دیا کہ کسی طرح جماعت کا نیا مرکز قائم ہو جائے۔ سینکڑوں دفعہ وہ افسروں سے ملے ان سے جھگڑے کئے، لڑائیاں کیں، منتیں اور خوشامدیں کیں اور پھر مرکز کی تلاش کیلئے بھی پھرتے رہے...... ہمارے مرکز کا قائم ہونا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ بلکہ بڑی اہم چیز تھی اگر ہمارا نیا مرکز کامیاب ہوگا تو یہ ایک ایسی ہی اہمیت رکھنے والی چیز ہو گی جیسے کہ دنیا کے بڑے بڑے مذہبی مرکزوں کی تعمیر اہمیت رکھتی تھی۔ مقامات مرکزی کا قیام ایک بہت بڑا کام ہوتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے جدید مرکز کے قیام کا سہرا یقیناً نواب محمد الدین صاحب مرحوم کے سر پر ہے۔ اور یہ عزت اور رتبہ انہیں کا ہے۔ جب تک یہ جماعت قائم رہے گی لوگ ان کیلئے دعا بھی کریں گے اور ان کی قربانی کو دیکھ کر نوجوانوں کے دلوں میں یہ جذبہ بھی پیدا ہوگا کہ وہ ان جیسا کام کریں۔ کجا ایک بوڑھا بیمار اور کمزور آدمی اور کجا اس کی یہ حالت کہ وہ دن کو بھی وہاں موجود ہے اور رات کو بھی موجود ہے اور رپورٹیں پیش کر رہا ہے کہ آج میں فلاں سے ملا تھا آج فلاں سے ملا تھا...... وفات سے دس دن پہلے انہوں نے مجھے لکھا کہ اب ربوہ میں تعمیر کا کام شروع ہونے والا ہے اور چونکہ یہ کام نگرانی چاہتا ہے اور میری صحت ٹھیک ہو گئی ہے اس لئے میرا ارادہ ہے کہ ربوہ چلا جاؤں اور کام میں مدد دوں۔ سینکڑوں کام دنیا میں ہوتے ہیں لیکن بہت برکت والا ہے وہ آدمی جس سے کوئی ایسا کام ہو جائے جو اپنے اندر تاریخی عظمت رکھتا ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کام کا ان کے ہاتھ سے ہونا ان کی کسی بہت بڑی نیکی کی وجہ سے تھا اور میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ پیچھے آئے مگر آگے گزر گئے۔ جب تک یہ مرکز قائم رہے گا ان کا نام بطور یادگار دنیا میں لیا جائے گا۔ یہ ضروری نہیں کہ قادیان کے واپس مل جانے پر اس مرکز کی اہمیت کم ہو جائے گی۔ اول تو ہمیں ایک ہی وقت میں کئی مرکزوں کی ضرورت ہے۔ دوسرے یہ مرکز ایک پیشگوئی کے تحت قائم کیا جا رہا ہے جس کی وجہ سے اس کو خاص امتیاز حاصل ہے کہ ربوہ کے نام کے ساتھ نواب محمد الدین صاحب کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔''

سوال : ابھی اس سوال و جواب کی محفل سے قبل میں ریڈیو سن رہا تھا اس کے مطابق برطانیہ کے وزیر اعظم ٹونی بلیئر نے تین بار قرآن کریم پڑھ لیا ہے۔ حضور کیا جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع کردہ با ترجمہ قرآن ان کو پیش کیا جا سکتا ہے تا ان کو صحیح اسلام کا علم ہو؟

جواب: آپ پیش کریں لیکن یہ تین بار پڑھنے والی بات پہ مجھے یقین نہیں آ رہا۔ اگر انگلستان ریڈیو کی خبر ہو تو اللہ کرے انہوں نے پڑھا ہو۔ پتہ نہیں کس کا ترجمہ پڑھا ہے انہوں نے۔ آپ ان کو پوچھیں اور جماعت کا ترجمہ تحفۃً ان کو جماعت کی طرف سے بھجوا دیں۔

سوال : سیدی حضور نے ایک دفعہ ذکر فرمایا تھا کہ دنیا میں مختلف تیل کے زخائر ہیں یہ ڈائنو سورز کے زمین سے ختم ہونے پر ان کے جسم سے بنے ہیں میرا سوال یہ ہے کہ بہت سے ممالک میں تیل سمندر کی تہہ سے نکلتا ہے وہاں یہ کس چیز سے بنا ہے؟

جواب: دیکھیں اگر یہ میں نے کہا کہ صرف ڈائنو سور سے تیل بنا ہے تو یہ غلط ہے تیل بننے کی مختلف وجوہات میں سے ایک یہ بھی ہے اور جنگلوں کے سمندروں کے نیچے ڈوب جانے سے زلزلوں کی وجہ سے اور کئی وجوہات کی بناء پر اوپر کی مٹی نیچے چلی جاتی ہے تو بہت سے بے شمار درخت جو نیچے دفن ہو گئے ان پر جو دباؤ پڑا ہے اس کی وجہ سے وہ پگھل کے وہ تیل میں تبدیل ہو گئے تو جہاں تک ساحل سمندر کا تعلق ہے کہ ڈائنو سارز وغیرہ زلزلہ میں سمندر کے نیچے دفن ہوئے ہیں جب یہ ختم ہوئے ہیں ڈائنو سارز تو سمندر کے ساحل کے ساتھ نیچے چلے گئے اور وہاں دباؤ کے نتیجہ میں ان کے اندر جو انرجی تھی وہ ساری تیل کی انرجی میں تبدیل ہو گئی اور وہاں سے یہ اسکو نکال کر باہر لاتے ہیں۔

سوال : بنی اسرائیل نے اپنی مجبوری کی وجہ سے خود ہی ہجرت کی تھی تو ان کو یہ کیا حق تھا کہ فلسطین پر وہ پھر حملہ کریں اور ان کے شہروں میں داخل ہوں یہ تو زیادتی ہے؟

جواب: اصل میں فلسطین جو لفظ ہے یہ ایک ایسی قوم کے نام پر ہے جو اس علاقے میں آباد تھی اور ان کے مظالم سے تنگ آ کر بنی اسرائیل وہاں سے نکلے تھے یہ

باقی صفحہ (12) پر ملاحظہ فرمائیں

قسط 2

جناح، مولوی اور مشرف

تبسم کاشمیری درنگہ بل پانپور کا تجزیہ

برصغیر کے نامور شاعر مولانا الطاف حسین حالی نے تکفیر باز ملاؤں کے بارہ میں یوں بیان فرمایا ہے:

کوئی مسئلہ پوچھنے ان سے جائے
تو گردن پہ بارگراں لے کے آئے
اگر بدنصیبی سے شک اس میں لائے
تو قطعی خطاب اہل دوزخ کا پائے
یہ ہے عالموں کا ہمارے طریقہ
یہ ہے ہادیوں کا ہمارے سلیقہ

پاکستان کے مشہور صحافی شورش کاشمیری پاکستانی علماء کے بارے میں یوں بیان فرماتے ہیں:

مفتیوں کے پیچ وخم کی زد میں قران وحدیث
مفتیوں کے زغۂ گفتار میں دین مبین
خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گورکن
بے ید بیضا ہے پیران حرم کی آستین
منبروں محراب پر بہرو پیوں کا غلغلہ
دعوت دتر کیا شئے ہے کوئی واقف نہیں
ذاکروں کے دامن صد چاک پر خون حسینؓ
شمر ذی الجوشن کے در پر سوز خوانوں کی جبین

ان فتنہ پرداز اور تکفیر باز علماء نے جہاں عام مسلمانوں کو اپنی قابل مذمت حرکتوں کا نشانہ بنایا ہے وہاں ملت کے دردمند لیڈروں، سرکردہ دانشوروں اور بزرگان کرام کو بھی اپنی تکفیری چھری سے ذبح کیا ہے اور اس طرح ان کو کافر قرار دے دیا ہے۔ ان میں سرسید احمد خاں (بانی مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ)، علامہ مشرق ڈاکٹر سر محمد اقبال، قائد اعظم محمد علی جناح (بانی پاکستان)، مولانا شبلی نعمانی (بانی ندوۃ العلماء لکھنو)، سید سلیمان ندوی، مولانا محمود الحسن دیو بندی، مولانا انور شاہ کاشمیری دیو بندی، مولانا حسین احمد مدنی (مہتمم دار العلوم دیو بند)، مولانا محمد الیاس (بانی تبلیغی تحریک المعروف اللہ والے) ڈاکٹر عنایت اللہ مشرقی (بانی خاکسار تحریک)، مولانا ابو الاعلیٰ مودودی (بانی جماعت اسلامی، مولانا نذیر حسین دہلوی (اہلحدیث)، مولانا محمد حسین بٹالوی (اہلحدیث)، مولانا صدیق حسن خان (اہلحدیث)، مولانا احمد رضا خان بریلوی، جسٹس امیر علی (مترجم قرآن بزبان انگریزی)، عبداللہ یوسف علی (مترجم قرآن بزبان انگریزی) مولانا عبدالماجد دریا آبادی (مفسر قرآن)، مولانا ابوالکلام آزاد (مفسر قرآن)، شاہ ولی اللہ دہلوی، شاہ رفیع الدین برادر شاہ ولی اللہ (مترجم قران بزبان فارسی)، علامہ نیاز فتح پوری (ایڈیٹر نگار لکھنو)، مولانا الطاف حسین حالی، مولانا چراغ علی، مولانا ظفر علی خان (ایڈیٹر زمیندار لاہور) وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

سرسید احمد خان کو کافر مرتد اور خبیث کے نام سے پکارا گیا۔ ان کے نام پرانے جوتوں اور موئے زیریں کے پارسل ارسال کئے گئے۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری کو اپنی ہی جماعت اور اپنے ہی شہر کے ایک نامور عالم مولانا عبد الجبار غزنوی نے زندیق، ملحد اور کافر قرار دے دیا اور اپنے اس فتویٰ کی تصدیق علماء مکہ سے بھی کرائی۔ بریلوی مکتب فکر کے ایک عالم تنہا کپورتھلوی نے بانی دار العلوم دیو بند مولانا محمد قاسم نانوتوی اور مولانا اشرف علی تھانوی کے بارہ میں یوں فرمایا:

نانا توی پر کفر کا فتویٰ لگے نہ کیوں
کیونکر ہم مان لیں کہ مسلمان ہے تھانوی

برصغیر کے نامور صحافی اور قادر الکلام شاعر مولانا ظفر علی خان کے خلاف جب کفر کا فتویٰ صادر کیا گیا تو وہ یوں چیخ اٹھے:

میں اگر سوختہ ساماں تو یہ روز سیاہ
خود دکھایا ہے میرے گھر کے چراغاں نے مجھے
کوئی کافر میری تذلیل نہ کر سکتا تھا
مرحمت کی ہے یہ سوغات مسلمان نے مجھے

خود ہمارے اس دور میں پاکستان کے فتنہ پرداز تکفیر باز اور فرقہ پرست ملاؤں نے صدر ایوب خان۔ جنرل اعظم خان، وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو، عبوری وزیر اعظم معین الدین قریشی، وزیر خارجہ عزیز احمد، وزیر خارجہ آغا شاہی، وزیر خارجہ صاحبزادی یعقوب علی خان، وزیر خارجہ حبیب اللہ خان، وزیر داخلہ جنرل نصیر الدین بابر، وزیر اعلیٰ پنجاب حنیف رائے، وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد منظور وٹو، ائر مارشل ذوالفقار علی خان، جنگ ۶۵ء کے ہیرو ہوا باز ایم ایم عالم، جنرل سرفراز حسین، ہیومن رائٹس رہنما محترمہ اسماء جہاں گیر، نجم سیٹھی (مدیر فرائیڈے ٹائمز) وغیرہ جیسے درجنوں فوجی آفیسروں، صحافیوں، تاجروں، جج صاحبان، قانون دانوں، سیاسی لیڈروں، سماجی کارکنوں، پولیس آفیسروں وغیرہ کو قادیانی قرار دے دیا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ جنرل ضیاء الحق جیسے شخص کو بھی قادیانی قرار دے دیا۔ چنانچہ جنرل ضیاء الحق کو فتنہ پرور ملاؤں کے غیض وغضب سے بچانے کی خاطر سعودی عرب کے موجودہ ولی عہد شاہزادہ عبداللہ بن عبد العزیز کو بہ نفس نفیس پاکستان آنا پڑا اور لاہور کے شالیمار باغ میں معزز شہریوں کے ایک خصوصی اجتماع میں جنرل ضیاء الحق کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر یہ اعلان کرنا پڑا کہ:

''ضیاء الحق میرا بھائی ہے اور مسلمان ہے''

اس طرح جنرل ضیاء الحق کی جان چھوٹی۔ بعد میں جنرل ضیاء نے اپنے اقتدار کو طول دینے کی خاطر ان ہی ملاؤں کا خوب خوب استعمال کیا۔ نظام الصلوٰۃ کے تحت بہت سے زبان دراز اور Overactive ملاؤں کی تنخواہیں مقرر کر دیں، ساتھ انہیں سرکاری زمینوں پر مسجدیں اور مدرسے قائم کرنے کی کھلی چھوٹ دے دی اور زکوۃ فنڈ سے ان مدرسوں کی بھر پور مالی امداد کی۔ چند نامور ملاؤں کو مجلس شوریٰ کا ممبر نامزد کیا۔ اسطرح سرکاری خزانے سے ان کی تنخواہوں اور دیگر مراعات کا بندو بست کیا۔ قومی سیرت کانفرنس، شاہ ہمدان کانفرنس، مولانا اشرف علی تھانوی کانفرنس، پندرہویں صدی ہجری کانفرنس کے مندوبین اور دیگر گمنام ملاؤں کو اسلام آباد، کراچی، لاہور کے Five star hotels میں ٹھہرایا اور ان کے آنے جانے کا خرچہ وغیرہ وزارت مذہبی امور کے بجٹ سے ادا کیا۔ جماعت اسلامی کے چار سرکردہ لیڈروں (پروفیسر غفور احمد، پروفیسر خورشید احمد، چوہدری رحمت الہی، اور محمود اعظم فاروقی) کو منسٹر بنا لیا۔ مولانا مودودی صاحب کی سفارش پر انکے قانونی مشیراے کے بروہی اور من پسند سٹوڈنٹ لیڈر جاوید ہاشمی (موجودہ قائم مقام صدر نواز شریف مسلم لیگ) کو بھی منسٹر بنایا گیا۔ قابل ذکر بات یہ ہیکہ جب جنرل ضیاء الحق نے جماعت اسلامی کے منسٹروں کو اپنی کابینہ سے Drop کیا تو جماعت اسلامی نے اعلان کیا کہ ضیاء الحق کے دور میں ''اسلام کو سب سے زیادہ نقصان'' پہنچا۔ حالانکہ جماعت کے سابق امیر میاں محمد طفیل نے جنرل ضیاء کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا تھا:

''جہاد افغانستان کی وجہ سے اسلامی تاریخ میں صلاح الدین ایوبی کے بعد جنرل ضیاء الحق کا نمبر ہے'' (کتاب ''شہید الاسلام ضیاء الحق'' ص ۵۱)

اسکے بعد جماعت کے موجودہ امیر قاضی حسین احمد نے جنرل ضیاء پر مالی بدعنوانیوں کے سنگین الزامات عائد کیے اور جنرل ضیاء الحق سے بدلہ لینے کی خاطر جماعت اسلامی نے Peoples Party کیساتھ علانیہ گٹھ جوڑ کیا، جماعت کے جلسوں میں Peoples Party کے سرکردہ لیڈر رونق افروز ہوئے اس طرح جماعت نے وہ چارج شیٹ ہی واپس لی جو اس نے پیپلز پارٹی کے خلاف عوام کے سامنے پیش کی تھی۔ لیکن جنرل ضیاء الحق کی حادثاتی موت نے مذکورہ گٹھ جوڑ کو ختم کر ڈالا، کیوں کہ پیپلز پارٹی کو اب کسی مذہبی چہرے کی ضرورت نہیں تھی۔ جماعت اسلامی پاکستان کے ترجمان ''جسارت'' کے سابق ایڈیٹر محمد صلاح الدین نے اس گٹھ جوڑ کے خلاف انتہائی زوردار مہم چلائی تھی۔ بعد میں نامعلوم افراد نے صلاح الدین صاحب کو قتل کر دیا۔ جنرل ضیاء الحق کے دور میں ہی امتناع قادیانیت آرڈیننس لاگو کیا گیا جس کے تحت قادیانیوں کو نہ صرف کافر قرار دے دیا گیا بلکہ تمام کلیدی عہدوں سے ہٹایا گیا۔ ان کی مسجدوں پر پابندی لگا دی گئی، ان کے شناختی کارڈ اور پاسپورٹ الگ کردئے گئے۔ جنرل ضیاء الحق کے اجرا کردہ توہین مذہب قانون اور امتناع قادیانیت آرڈیننس کی آڑ میں ملاؤں نے قادیانی جماعت سے وابستہ نامور ڈاکٹروں، پروفیسروں، قانون دانوں، تاجروں، صحافیوں، اعلیٰ آفیسروں وغیرہ کو مختلف بہانوں اور طور طریقوں سے جیل کی سلاخوں کے پیچھے کرا دیا۔ پاکستان کے مشہور صحافی عرفان حسین اپنے ایک حالیہ مضمون میں اسبارے میں یوں رقمطراز ہیں:

"The plight of Ahmadis has been particularly poignant. As they consider themselves Muslims, they have refused to vote as a Minority Community and have gone unrepresented in all the elections held since they were declared non-Muslims in 1974. Since then, they have been persecuted by a hostile majority, with the state being a silent witness. Dozens of them are languihing in jails for the 'crime' of reciting Kalma"

(Daily "Greater Kashmir" Srinagar, January 28, 2002)

اسی طرح ایک اور نامور صحافی کاؤس جی نے اس ضمن میں یوں فرمایا ہے:

" Over the years, bigots have engineered and ensured that under this same law 204 members of Ahmadi community were confined to jails. Cases against 161 have been discharged. The remaining 43 are out on bail presenting themselves in court as and when summoned, which summons are issued more or less once a month. When they appear in court they are told by the presiding officer that their case has been postponed. And so it goes, on and on. In most cases, the presiding officer is terrorised by the presence of a bunch of militant Mullas."

(Daily "Greater Kashmir" Srinagar, January, 28, 2002.)

جنرل ضیاء الحق کے دور میں ملاؤں کو جوزبردست اہمیت حاصل ہوئی اسکی وجہ سے Millitant Mullas نے منظم طور پر اپنی ملک دشمن سرگرمیوں کا آغاز کیا۔ اسی Troubled Situation میں اسرائیل، بھارت، روس، امریکا جیسے پاکستان کے ازلی دشمنوں نے خوب خوب فائدہ اٹھایا۔ ان ملاؤں نے a State Within

State قائم کی اور Writ of the Govt کو پامال کیا۔ جنرل ضیاء الحق کے دور میں ہی انجمن سپاہ صحابہ، اور انجمن سپاہ محمد، جیسے دہشت گرد تنظیمیں وجود میں آئیں۔ پہلے تو ان دہشت گرد ملاؤں نے شیعوں اور احمدیوں کو اپنی سفاکیت کا نشانہ بنایا بعد میں دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث، آغا خانی بوہرہ وغیرہ بھی دہشت گردانہ کاروائیوں کی زد میں آئے۔ چنانچہ پاکستان کے ازلی دشمنوں نے اپنے Game plan پر عمل کرتے ہوئے حکیم محمد سعید (بانی ہمدرد یونیورسٹی وبیت الحکمت کراچی) جنرل فضل حق (سابق گورنر صوبہ سرحد) محمد صلاح الدین (بانی ایڈیٹر "تکبیر" کراچی) مولانا محمد یوسف لدھیانوی (صدر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان) مولانا محمد یحیٰ دیوبندی کراچی) حافظ احسان الٰہی ظہیر (الحدیث) مولانا غلام یزدانی (الحدیث) حافظ محمد ادریس (الحدیث) بریلوی عالم مولانا سلیم قادری جیسی شخصیتوں کو بھی قتل کیا، ابھی حال ہی میں وزیر داخلہ معین الدین حیدر کے برادر اکبر جناب احتشام الدین حیدر کو بھی قتل کیا گیا۔ صدر مشرف کے بیان کے مطابق ۲۰۰۱ء میں چار سو افراد کو دہشت گردوں نے قتل کیا۔ پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن کی اطلاع کے مطابق پچھلے پانچ سال کے دوران صرف شہر کراچی میں ۵۹ شیعہ ڈاکٹروں کو قتل کیا گیا۔ حتی کہ ایرانی سفارت کار ڈاکٹر صادق گنجی کو بھی قتل کیا گیا، انکا قتل بدنام زماں دہشت گرد مولانا حق نواز جھنگوی نے عمل میں لایا جس کی پاداش میں اسے پھانسی پر لٹکایا گیا، بعد میں ان کے پیروکاروں نے "لشکر جھنگوی" کے نام سے ایک اور دہشت گرد گروپ تشکیل دیا۔ اس گروپ کے سرکردہ لیڈر ریاض بسرا نے درجنوں احمدیوں اور شیعوں کو قتل کیا اور آج تک اپنے دیگر ساتھیوں کے سمیت افغانستان میں رو پوش ہے۔ پاکستانی حکومت بالخصوص صدر مشرف طالبان حکومت سے متعدد بار ان دہشت گردوں کی حوالگی کا معاملہ اٹھایا مگر طالبان کے امیر المومنین ملا عمر نے ہمیشہ پاکستانی مطالبے کو پائے حقارت سے ٹھکرایا۔ نواز شریف اور بے نظیر بھٹو کے دور میں بھی دہشت گردانہ کاروائیوں کی یہی صورت حال رہی اور کوئی کمی نہیں رہی۔ یہ لوگ اپنے سیاسی مقاصد کی خاطر ان ملاؤں کو ناراض نہیں کرنا چاہتے تھے۔ اوران Militant Mullas سے حد درجہ خائف تھے۔ اب پچھلے چند برسوں سے عیسائی فرقے کے لوگوں کو بھی دہشت گردانہ کاروائیوں کا نشانہ بنایا جارہا ہے، جس سے دنیا بھر میں پاکستان کی پوزیشن مزید خراب ہوگئی۔ پاکستان کے حالات کے تناظر میں یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ وہاں کے سیاسی، سماجی اور حکومتی معاملات میں قادیانیت کا حربہ ایک اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فتنہ پرور اور انتہا پسند ملاؤں نے انکے ذاتی، جماعتی، مذہبی، سیاسی، کاروباری اور سرکاری اغراض ومقاصد کو حاصل کرنے کی خاطر اس حربے کا بلادریغ استعمال کیا۔ چنانچہ جب صدر ایوب خان مرحوم ومغفور نے جماعت اسلامی پر پابندی لگادی اور قوم کے نام اپنے خطاب میں یوں فرمایا کہ:

''مذہب کا لبادہ اوڑھنے والے سیاست دانوں کا کہنا ہے کہ اسلام کی اقدار رائج کرنے کے لیے سیاسی اقتدار ضروری ہے۔ سیاسی اقتدار کی ہوس نے انہیں اتنا اندھا کر دیا ہے کہ یہ لوگ یہ بھی نہیں دیکھ پاتے کہ وہ اپنی اس نادانی کے سبب اسلام کے ان مخالفوں اور دشمنوں کی تائید کرتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے، اس مذہب کے ساتھ اس سے زیادہ ظلم نہیں ہوسکتا جو دنیا کیلئے پیغام امن وراحت بن کر آیا اور کسی جبر واکراہ سے نہیں بلکہ ترغیب کے ذریعہ سے دنیا میں پھیلا اور جس نے انسانیت کیلئے بھلائیاں فراہم کیں۔ اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جو کہتا ہے لا اکراہ فی الدین یعنی دین میں کسی جبر کی گنجائش نہیں۔ پس وہ لوگ جو دین کے پھیلانے کیلئے سیاسی اقتدار کے خواہش مند ہیں وہ اسلام کی کوئی خدمت انجام نہیں دے رہے اور وہ لوگ جو یہ جانتے ہوئے بھی کہ مذہب کے نام پر سیاسی اقتدار حاصل کرنے کے پیچھے لگے ہوئے ہیں ان کی چالوں میں آجاتے ہیں، وہ حیرت ناک حد تک بھولے ہیں۔''

(روزنامہ نوائے وقت لاہور 2 نومبر 1963ء)

تو انہیں نہ صرف قادیانی قرار دیا گیا بلکہ فاجر اور فاسق بھی کہا گیا۔ اس طرح انہیں Automatically کافر قرار دیا گیا۔ بعد میں پاکستان کے ازلی دشمنوں نے وہاں کے فتنہ پرور ملاؤں اور سیاسی طالع آزماؤں کو یکجا کرکے "تحریک بحالی جمہوریت" چلانے کیلئے آمادہ کرلیا، جس کے دوران نہ صرف توڑ پھوڑ، گھیراؤ جلاؤ اور قتل وغارت گری کا ایک طوفان کھڑا کیا گیا کہ مشرقی پاکستان حال بنگلہ دیش میں صدر ایوب خان کے حامیوں کو زندہ جلایا گیا، اس پرتشدد ایجی ٹیشن کے نتیجے میں صدر ایوب خان مستعفی ہوئے اور جنرل یحیٰی خان جیسے شرابی و کبابی نے عنان اقتدار سنبھال لیا، اس کے مشیروں میں مولانا مودودی صاحب بھی تھے (ملاحظہ ہو کتاب "پاکستان جرنیل اور سیاست" از حسن علی حال نمائندہ بی بی سی لندن) جماعت اسلامی کے مستعفی شدہ امیر میاں طفیل محمد نے اسی جرنیل کو حضرت علی کا عاشق قرار دیا اور اس کے ذریعہ ملک میں اسلامی خلافت کے قیام کا بھروسہ دلایا۔ جنرل یحیٰی خان کے دور میں پاکستان دو حصوں میں بٹ گیا اور بنگلہ دیش کا قیام عمل میں آیا۔ ساتھ ہی پاکستان کے نوے ہزار فوجی بھارت میں قید ہوئے۔ یحیٰی خان کے بعد جب ذوالفقار علی بھٹو نے اقتدار سنبھالا تو شملہ سمجھوتہ کے تحت ہی ان فوجیوں کو رہائی نصیب ہوئی۔ (جاری ہے)

❂❂❂

اگر دعا نہ ہوتی تو کوئی انسان خدا شناسی کے بارے میں حق الیقین تک نہ پہنچ سکتا

آپ کے خطوط — آپ کی آراء

روزنامہ ہندسماچار مورخہ 28 مارچ 2002 صفحہ 3 پر ایک خبر شائع ہوئی ہے۔ مورخہ 15 سے 17 مارچ کو بنگلور میں آر ایس ایس کی جنرل کونسل نے جو پرستاؤ پاس کیا اس میں کہا گیا کہ

''مسلمان ہندوؤں کی خیر سگالی حاصل کر کے ہی اپنے تحفظ کو یقینی بنا سکتے ہیں...... مسلم لیڈروں کو جہاد اور کافر الفاظ کی دوبارہ تشریح کرنی ہوگی''

میں ایسے وچار اور خیالات رکھنے والے بھارت واسیوں کو کہنا چاہتا ہوں کہ شاعر مشرق علامہ اقبال نے ہمارے پیارے وطن بھارت کی کیفیت کو مندرجہ ذیل خوبصورت الفاظ میں پیش کیا تھا۔

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اس کی وہ گلستاں ہمارا
مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا
ہندی ہیں ہم وطن ہے ہندوستاں ہمارا

اگر ہم چاہتے ہیں کہ حقیقت میں ہمارا بھارت سارے جہاں سے اچھا رہے تو اس قسم کے عقائد وافکار سے بچنا ہوگا۔ اگر ہم آر۔ایس۔ایس کے مذکورہ بیان پر ایک نظر ڈالیں تو درج ذیل سوال اٹھ کھڑے ہوتے ہیں:

1)...... تقسیم ملک سے پہلے جب پاکستان بنانیوالوں نے دوقومی نظریے کی بنیاد رکھی تھی تو انہوں نے بھی اس قسم کے خدشات وخیالات کا اظہار کیا تھا کہ ہم ہندو اکثریت کے رحم وکرم پر نہیں رہ سکتے ہمیں الگ ملک بنانا چاہئے۔ گویا آج آر۔ایس۔ایس پاکستان کے بانیوں کے خدشات وخیالات کی تائید کر رہا ہے اور پاکستان بنانے کی "وجہ" درست وصحیح ثابت کر رہا ہے۔

2)...... اگر آر۔ایس۔ایس کا یہی موقف کشمیر میں انتہا پسند اختیار کرلیں اور کہیں کہ یہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے اس لئے ہندو مسلمانوں کی خیر سگالی حاصل کر کے ہی اپنے تحفظ کو یقینی بنا سکتے ہیں تو آر۔ایس۔ایس انہیں کیا جواب دے گا؟

3)...... اگر یہی موقف پنجاب میں بعض کٹر وادی اختیار کرلیں کہ پنجاب میں ہندو سکھوں کی خیر سگالی حاصل کر کے اپنے تحفظ کو یقینی بنا سکتے ہیں تو آر۔ایس۔ایس انہیں کیا کہے گا؟

4)...... ہمارے لاکھوں ہندوستانی بھائی عرب مسلم دیشوں اور یورپ وامریکہ میں رہ رہے ہیں اگر وہاں کے بعض انتہاء پسند یہ مطالبہ کریں کہ تمام ہندوستانیوں کو مسلمانوں یا عیسائیوں کی خیر سگالی حاصل کر کے ہی تحفظ مل سکتا ہے تو اس وقت آر۔ایس۔ایس کیا موقف اختیار کرے گا؟

5)...... راشٹر سیوک سنگھ اس حقیقت کو بھی نہ بھولے کہ جب مذاہب میں شدت پسندی کے افکار ورجحان پروان چڑھنے لگتے ہیں تو وہ شدت پسندوں کیلئے ہی مہلک ثابت ہوتے ہیں مثال کے طور پر ہم نے حال میں ہی دیکھا کہ "اسلام" ایک امن وسلامتی والا مذہب ہے مسلمانوں کے کردار خواہ کچھ ہوں لیکن جب "اسلام" میں طالبان جیسے انتہا پسندوں نے ناجائز اور غلط طور پر شدت وسختی پیدا کرنے کی کوششیں کیں تو اس کا نتیجہ انکی تباہی وبربادی کے علاوہ کچھ نہ نکلا۔ پس ثابت ہوا کہ شدت پسندی وانتہا پسندی اور اپنے موقف میں سخت گیری کے اچھے نتائج نہیں نکلا کرتے۔ اس سے دل نہیں جیتے جاسکتے خواہ زبانیں خاموش کروادی جائیں۔

رہا سوال لفظ "جہاد" اور "کافر" کی تشریح کا یہ دونوں لفظ قرآن مجید نے استعمال کئے ہیں۔ 'جہاد' کے معنی کوشش اور محنت کرنے کے ہیں۔ اور اسلامی اصطلاح میں اسکی تین قسمیں ہیں۔ کفر کے معنی ڈھانکنے اور چھپانے کے ہیں۔ آر۔ایس۔ایس۔ نے اپنے بیان میں "جہاد" اور "کافر" کی دوبارہ تشریح کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ انہیں پہلی کس تشریح پر اعتراض ہے؟ ہوسکتا ہے آر۔ایس۔ایس۔ نے کوئی ایسی تشریح سنی ہو جو حقیقت میں ان الفاظ کی ہو نہ۔ اور غلط طور پر بیان کردی گئی ہو۔

جیسا کہ قارئین اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ ہمارا ملک ان دنوں انتہائی نازک حالات میں سے گزر رہا ہے۔ صحافیوں اور مضمون نگاروں کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ اس ملک میں بسنے والوں میں محبت ویگانگت کا ماحول استوار کریں۔ یہی ہماری ترقی کا راز رہا ہے اور رہے گا۔ اسی پر ہماری فلاح وبہبودی کا انحصار ہے اور رہے گا۔ چنانچہ قیمتی راز بانیٔ جماعت احمدیہ نے ہندو اور مسلمان دونوں کو نصیحت کرتے ہوئے سمجھایا تھا:

''ہندو اور مسلمان اس ملک میں دو ایسی قومیں ہیں کہ یہ خیال محال ہے کہ کسی وقت مثلاً ہندو جمع ہو کر مسلمانوں کو اس ملک سے باہر نکال دیں گے یا مسلمان اکٹھے ہو کر ہندوؤں کو جلاوطن کردیں گے...... جو شخص تم دونوں قوموں میں سے دوسری قوم کی تباہی کی فکر میں ہے اس کی اس شخص کی مثال ہے کہ جو ایک شاخ پر بیٹھ کر اسی کو کاٹتا ہے''

(پیغام صلح صفحہ ۵)

محمد حمید کوثر قادیان

....ایٹمی توانائی....

مکرم پروفیسر طاہر احمد نسیم صاحب

جب ہم دو چیزوں کو باہم ملا کر کوئی تیسری مختلف چیز بناتے ہیں جو اپنی خصوصیات میں دونوں سے بالکل مختلف نظر آتی ہے تو اس میں پروٹان، نیوٹران اور الیکٹران کی باہم بندھن کی شکل میں فرق پڑ جاتا ہے۔ اس کو کیمیاوی تبدیلی کہا جاتا ہے۔ لیکن اگر کسی طریقہ سے ایٹم کی جسامت میں کچھ حصہ بالکل تباہ یا ختم کر دیا جائے تو وہ توانائی مین تبدیل ہو جاتا ہے۔ اور جس طرح اگر ایک گلاس مائع کو گیس میں تبدیل کر دیا جائے تو اس کی جسامت سے پورا کمرہ بھر جائے گا۔ اسی طرح مادہ کی توانائی میں تبدیل ہونے کی صورت میں بے تحاشا زیادہ تناسب سے توانائی پیدا ہوگی اور جس قدر زیادہ مادہ ختم ہوگا اسی قدر زیادہ توانائی پیدا ہوگی۔ ہائیڈروجن بم ایٹم بم سے زیادہ طاقتور ہونے کی وجہ بھی یہی ہے کہ ہائیڈروجن بم میں نسبتاً زیادہ مقدار میں مادہ ختم ہوتا ہے سورج میں توانائی اور حرارت پیدا ہونے کا یہی اصول کارفرما ہے کہ ہائیڈروجن گیس کے دو ذرات انتہائی حرارت اور دباؤ کے تحت باہم پیوست ہو کر ہیلیم (Helium) گیس کے ایک ذرہ میں تبدیل ہوتے ہیں لیکن اس نئے پیدا ہونے والے ایک ذرہ کا وزن پہلے دو ذرات کے مجموعی وزن سے کم ہوتا ہے۔ گویا باہم پیوست ہونے والے دو ذرات کا کچھ حصہ تباہ ہو جاتا ہے اور یہ تباہ شدہ حصہ توانائی اور حرارت میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس طرح ان گنت ذرات کے اس عمل سے متواتر بے تحاشا توانائی سورج میں پیدا ہوتی رہتی ہے۔

ایٹم بم اور ھائیڈروجن بم:

کتنی حیرت کی بات ہے کہ جس عمل سے سورج جیسا عظیم کرہ اپنی توانائی پیدا کرتا ہے بالکل وہی عمل کائنات کی سب سے چھوٹی مادی چیز یعنی ایٹم کے ذرہ کے اندر پیدا ہونے کی صلاحیت موجود ہے۔ اس طرح کائنات کی سب سے بڑی اور سب سے چھوٹی چیز کا ایک ہی اصول پر قائم ہونا خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا زندہ اور منہ بولتا ثبوت ہے۔ اور پھر یہ اتنی زبردست طاقت اندر بند ہونے کے باوجود اور اتنی انگنت تعداد میں ایک دوسرے سے منسلک ہونے کے باوجود کوئی ایک چیز بھی اپنے بنیادی اصول سے بھٹک نہیں سکتی۔ اور ان لاتعداد اجرام فلکی سے لے کر کائنات میں پھیلی پڑی کسی بھی چیز کا دوسری چیز کے قانون قدرت سے متصادم ہو جانے کا کبھی کوئی واقعہ نہیں ہوتا۔ ہم قوانین قدرت کے تحت بنی سوئی بجلی یا کسی اور ذریعہ سے چلنے والی مشین کو آن کریں تو وہ ہمیشہ قانون قدرت کے مطابق حرکت کرے گی۔ اگر کوئی حادثہ ہوگا یا کوئی اور چیز وقتی طور پر کام نہیں کرے گی تو ہمارے بھولنے کے نتیجہ میں ایسا ہوگا۔ کبھی ایسا نہیں ہوسکتا کہ ہم مشین کا بٹن آن کریں تو وہ اگر ٹھیک ہے تو نہ چلے یا غلط سمت میں چل پڑے۔ قوانین قدرت چھوٹے ہوں یا بڑے اپنی جگہ پر اٹل ہیں۔ اور یہی اس بات کا ثبوت ہے کہ خدا تعالیٰ کی تخلیق میں کبھی کوئی رخنہ نہیں دیکھوگے۔ اسی طرح ستاروں اور سیاروں کے مقررہ راستے ہوا، بارش اور دیگر مظاہر قدرت کے بنیادی اصول کبھی بھولنے نہیں پاتے۔

اوپر دو ذرات کے باہم پیوست ہونے کے نتیجہ میں جو توانائی پیدا ہونے کا ذکر ہوا اسے فیوژن (Fusion) کہا جاتا ہے اس کے برعکس بھی ایک اصول ہے جسے فشن (Fission) کا نام دیا گیا ہے اس میں ہوتا ہے کہ ایٹم کا ایک مرکز دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اور ان نئے پیدا ہونے والے دو ٹکڑوں کا مجموعی وزن پہلے ایک ٹکڑے سے کم ہوتا ہے۔ یعنی کچھ مادہ ضائع ہو جاتا ہے جس کے نتیجہ میں توانائی اور حرارت پیدا ہوتی ہے Fission کے اس عمل سے ایٹم بم بنتا ہے جبکہ Fusion کے عمل سے ہائیڈروجن بم بنتا ہے۔ چونکہ Fusion کے عمل میں نسبتاً زیادہ مادہ تباہ ہوتا ہے لہذا ہائیڈروجن بم ایٹم بم سے کہیں زیادہ طاقتور ہوتا ہے۔ جنگ عظیم دوم کے آخر پر جاپان کے شہر ہیروشیما پر جو ایٹم بم گرایا گیا تھا اس کا کوڈ نام Little Boy تھا اور دوسرا بم جو اگلے دن ناگاساکی پر گرایا گیا تھا اس کا کوڈ نام Fat Man تھا۔ پہلے بم میں یورینیم 235 استعمال کیا گیا تھا اور دوسرے بم میں پلوٹونیم 239۔ ان کمزور بموں کے نتیجہ میں آنا فانا دو بڑے شہر صفحہ ہستی سے معدوم ہو گئے اور ایک لاکھ سے زیادہ آدمی لقمہ اجل بن گئے۔ آج کے ایٹم بم ان دونوں بموں کے مقابلہ میں سینکڑوں گنا زیادہ طاقت کے ہیں کیونکہ ان میں Fission کا عمل زیادہ بھرپور طریقہ سے ہوتا ہے اور ہائی ڈروجن بم خدا کی پناہ۔ صرف ایک ہائیڈروجن بم ایک ہزار ایٹم بم سے زیادہ تباہی وارد کر سکتا ہے۔ ہائیڈروجن بم تین طرح سے طاقتور بنایا جاتا ہے۔ پہلے طریقہ میں ایٹم بم کیلئے استعمال ہونے والے Fission کے عمل کو ہی زیادہ شدید کر دیا جاتا ہے جس سے توانائی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ دوسرے طریقہ کو Fission + Fusion کہا جاتا ہے۔ اس میں Fusion کا عمل پیدا کرنے کیلئے جو ایک کروڑ سینٹی گریڈ کا درجہ حرارت پیدا کرنا ضروری ہوتا ہے وہ Fission کے ذریعہ پیدا کر کے پھر اسے Fusion کیلئے استعمال کیا جاتا ہے جس سے بہت زیادہ توانائی پیدا ہوتی ہے۔ تیسرے طریقہ کو Fission + Fusion + Fission کہا جاتا ہے۔ اس میں پہلے ایٹمی توانائی پیدا کر کے اس سے ہائیڈرو نیوکلئر یعنی ہائیڈروجن بم کی توانائی پیدا کی جاتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ ایٹمی توانائی کا بھی اضافہ کیا جاتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں بے انتہاء توانائی اور حرارت پیدا ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ اگر ایٹم بم کی طاقت کو کلوٹن میں ماپا جاتا ہے یعنی ہزار ٹن کی اکائی میں حساب کیا جاتا ہے کہ فلاں ایٹم بم کی طاقت مثلاً 50 ہزار ٹن بارود کا اکٹھا دھماکہ کرنے کے برابر ہے تو ہائیڈروجن بم کی طاقت کیلئے میگاٹن کی اکائی استعمال کی جاتی ہے یعنی فلاں ہائیڈروجن بم کی طاقت مثلاً دس ملین ٹن یا ایک کروڑ ٹن بارود کے برابر ہے افسوس اس بات کا ہے کہ ہائیڈرو نیوکلئر کی اس بے پناہ توانائی کو کنٹرول کرنے کا ابھی تک کوئی طریقہ دریافت نہیں ہوسکا جس سے اس کو تعمیری کاموں کیلئے استعمال کیا جا سکے۔ جبکہ ایٹمی توانائی کو ایٹمی ری ایکٹر کے ذریعہ کنٹرول کر کے بجلی پیدا کرنے کیلئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ صرف ایک پونڈ یورینیم سے اتنی مقدار میں بجلی پیدا ہوتی ہے جو کسی بھی ملک کی سال بھر کی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے کافی ہو۔ جبکہ اتنی ہی مقدار میں بجلی پیدا کرنے کیلئے ہزاروں ٹن کوئلہ یا ہزاروں بیرل تیل جلانا پڑے گا۔ اگر ہائیڈرو نیوکلیر توانائی کو کنٹرول کر لیا جائے تو اندازہ کریں کہ کس قدر مقدار میں بجلی پیدا کی جا سکے گی۔ ایٹمی توانائی کو بجلی پیدا کرنے کے علاوہ اور بھی بہت سے کاموں کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ ایٹمی توانائی کا زیادہ تر استعمال تباہی و بربادی لانے کیلئے کیا جاتا ہے۔ پہلے تو ایٹم بم گرانے کیلئے انسان ہوائی جہازوں کا محتاج تھا مگر اب ایسے بیلسٹک میزائل ایجاد ہو چکے ہیں اور ایک ایک میزائل کے آگے متعدد War heads لگے ہوتے ہیں جو دشمن کے علاقہ میں پہنچنے کے بعد مختلف سمتوں میں مختلف اہداف کو نشانہ بنا سکتے ہیں۔ اور نہ صرف خشکی پر موجود اپنے ٹھکانوں سے بلکہ زیر سمندر آبدوزوں میں سے فائر کئے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ آبدوز کے اندر ایٹمی توانائی کے ذریعہ آکسیجن پیدا کی جا سکتی ہے جس کی وجہ سے اسے ماضی کی طرح وقفوں وقفوں سے ہوا لینے کیلئے سطح آب پر نہیں آنا پڑتا اور کئی کئی ماہ متواتر زیر سمندر رہ سکتی ہے اس طرح دشمن سے اوجھل رہ کر وہ جس مقام سے چاہے نشانہ بنا سکتی ہے۔ بڑے ایٹم بم اور ہائیڈروجن بموں کے علاوہ چھوٹے سائز کے ایٹم بھی بنائے جا چکے ہیں۔ جو عام توپ سے دشمن کے علاقے میں تباہی پھیلانے کیلئے داغے جا سکتے ہیں۔

نیوٹران بم

ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم چار طرح سے تباہی پھیلاتے ہیں:

(1) خوفناک دھماکہ کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی شاک ویوز Shok Waves فوری اموات اور تباہی کا باعث بنتے ہیں۔

(2) انتہائی زیادہ حرارت ہر چیز کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے۔

(3) دھماکہ کے نتیجہ میں عام بم کی طرح ٹوٹنے والی اشیاء کے ٹکڑے میلوں رقبہ میں گولیوں کی طرح برستے ہیں۔

(4) وسیع پیمانہ پر پھیلنے والی تابکاری یعنی زہریلی گیسیں جو شدید صورت میں فوری موت کا باعث بنتی ہیں اور بعد ازاں بہت بلندی میں پہنچ جانے کے بعد ہوا کے ساتھ سینکڑوں میلوں کے رقبہ میں پھیلنے کے باعث رفتہ رفتہ نیچے زمین میں اتر کر کینسر اور دیگر جان لیوا امراض کا باعث بنتی ہیں اور یہ کئی سال تک جاری رہتا ہے۔

یہ چاروں تباہی کے عمل ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم چلنے کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن اب سائینس دانوں نے نیوٹران بم بنالیا ہے جس میں پہلے تینوں عمل پیدا نہیں ہوتے۔ صرف چوتھا عمل یعنی شدید تابکاری پیدا ہو کر آنا فانا ہر ذی روح کو موت کی نیند سلا دیتی ہے۔ لیکن عمارات وغیرہ اور دوسری چیزیں جلنے اور تباہی سے محفوظ رہتی ہیں۔ اس طرح دشمن کے صحیح سالم علاقوں پر قبضہ کیا جاسکتا ہے جبکہ ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم کی ہلاکت خیزی کے بعد کچھ بھی ہاتھ نہیں آتا۔ اس طرح میدان جنگ میں آگے بڑھتے ہوئے دشمن کے ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں کی صفوں کو وہیں روکا جاسکتا ہے اور تمام اسلحہ پر قبضہ کیا جاسکتا ہے۔

حاصل مطالعہ یہ ہے کہ جس توانائی کو خدا تعالی نے تعمیری کاموں کیلئے پیدا کیا تھا جیسا کہ سورج کی توانائی ہے جس کی حرارت اور روشنی پر تمام حیات کا دارو مدار ہے۔ انسان نے اسی توانائی کو ہلاکت خیزی کیلئے استعمال کرنے میں زیادہ تگ و دو کی ہے۔ اب بھی وقت ہے کہ انسان تباہی پھیلانے والے تمام ایٹمی اسلحہ کو تلف کر دے اور ایٹمی توانائی کو صرف اور صرف بنی نوع انسان کی خدمت اور بھلائی کیلئے استعمال کیا جائے۔

☆☆☆

Our Founder
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 - 1968)
محمود احمد بانی
BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072
AREHOUSE 343-4006 343-4137 RESI: 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX NO 91-33-236-9893

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs.-200
Foreign By Air 20 Pound or 40$ U.S.A
60 Mark German
By Sea. 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

Tel Fax :(0091)01872-20757
Tel Fax:(0091) 01872-21702

Vol:51 Wednesday 17th April 2002 Issue. No. 16

میرے والد صاحب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر

مکرم خواجہ عبدالستار صاحب درویش قادیان

ہمارا خاندان کسیوقت کشمیر کے علاقہ سے ہجرت کر کے قادیان آگیا تھا۔میرے دادا جان حضرت خواجہ میاں گلاب الدین صاحب رضی اللہ عنہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کر کے ہمارے خاندان کو احمدیت کی نعمت سے سرفراز کیا۔اس کے بعد 1901 میں میرے والد خواجہ عبداللہ صاحب (عبدل) نے حضور علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کی۔اس لحاظ سے خدا تعالی کے فضل سے ہمیں پیدائشی احمدی ہونے کا شرف حاصل ہے۔بہشتی مقبرہ قادیان دارالامان کے قطعہ خاص میں میرے دادا جان رضی اللہ عنہ کی قبر ہے۔اللہ تعالی غریق رحمت فرمائے۔آمین۔

جلسہ سالانہ جرمنی کے تیسرے روز کے آخری اجلاس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز نے صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روایات کے حوالہ سے سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوع پر اپنے خطاب میں میرے والد صاحب حضرت عبداللہ (عبدل) رضی اللہ عنہ کی ایک روایت بیان کی جو اس طرح ہے:۔

”حضرت عبداللہ (عبدل) صاحب رضی اللہ عنہ ابن گلاب صاحب سکنہ قادیان کو 1901 میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت اور بیعت کی سعادت نصیب ہوئی۔آپ بیان فرماتے ہیں:۔

ایک دفعہ میرے والد بزرگوار خواجہ گلاب الدین صاحب مرحوم نے فرمایا تھا کہ ایک دفعہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ بٹالہ گیا اس وقت حضرت صاحب نے دعویٰ نہیں کیا ہوا تھا۔جب ہم تیلی دروازہ کے قریب گئے تو ایک عیسائی اپنی تبلیغ کر رہا تھا تو حضرت صاحب اس کے ساتھ بحث کرنے لگ پڑے۔بحث کے دوران عیسائی نے کہا کہ میں ایک گھڑے میں کچھ لکھ کر ڈال دیتا ہوں اور آپ اس کا مضمون بتا دیں تو پھر میں دیکھ لوں گا کہ آپ کا خدا بتاتا ہے تو حضور نے فرمایا آپ دعویٰ کریں کہ میں نے تمام مضمون بتا دیا تو آپ اسلام قبول کر لیں گے تو اس نے جواب دیا کہ میں یہ بات ہرگز نہیں کروں گا اور تم سے کوئی بات نہیں کروں گا۔چنانچہ حضور تو اپس تشریف لے آئے۔میں نے حضور سے راستے میں دریافت کیا کہ حضور آپ کو وہ مضمون معلوم تھا کہ کیا لکھا تھا تو حضور نے فرمایا کہ آپ کو اللہ تعالی پر یقین نہیں۔اللہ تعالی اپنے بندوں کو ذلیل نہیں کیا کرتا۔مجھے اللہ تعالی نے ضرور مضمون بتا دینا تھا اگر وہ اسلام قبول کرنے کا دعویٰ کرتا“ (رجسٹر نمبر6)

میرے والد صاحب رضی اللہ کا نام تحریک جدید کے دفتر اول میں شمار ہوتا ہے۔جس وقت خلافت ثانیہ کو 1939ء میں پچیس سال (خلافت جوبلی) ہوئے تھے اس موقع پر احباب جماعت نے اپنے پیارے امام کی خدمت اقدس میں تین لاکھ روپے کا تحفہ پیش کرنا تھا کہ حضور انور خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ جہاں مناسب سمجھیں خرچ کریں۔اس تحریک میں محترم والد صاحب رضی اللہ عنہ نے ایک چودہ مرلہ پلاٹ کا پیش کیا۔یہ پلاٹ اس وقت ایوان خدمت کے جنوبی جانب ہے۔اس زمین کو فروخت کر کے مبلغ آٹھ صد روپے اس تحریک میں ادا کئے۔اس وقت کے لحاظ سے یہ رقم کافی بنتی ہے۔

موضع فیض اللہ چک کے ایک فرد مکرم محمد علی صاحب نجومی اپنے بیٹے کو تعلیم دلانے کی غرض سے قادیان تحریک جدید ہوسٹل میں داخل کروانا چاہتے تھے لیکن ہوسٹل کے اخراجات موصوف برداشت نہیں کر سکتے تھے۔یہ اپنی مشکل لیکر محترم والد صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے اپنی مجبوری بھی بیان کی کہ خاکسار اپنے بیٹے کو تعلیم کی غرض سے ہوسٹل میں داخل کروانا چاہتا ہے لیکن خاکسار ہوسٹل کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتا۔لہذا میری آپ سے درخوست ہے کہ آپ اس بچے کو اپنے پاس رکھ لیں۔ان کی بات کو محترم والد صاحب نے قبول کرتے ہوئے کہا کہ جہاں میرے بچے رہیں گے وہاں یہ بھی رہے گا اور جو کچھ وہ کھائیں گے یہ بھی کھائے گا۔آپ فکر نہ کریں۔محترم والد صاحب نے اس بچے کو اپنے پاس رکھکر نویں جماعت تک تعلیم دلائی۔اس دوران ایک باران کے والد یعنی محمد علی نجومی صاحب کچھ آٹا دالیں وغیرہ لیکر والد صاحبؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ بچے کے خرچ وغیرہ کے طور پر ہے۔والد صاحبؓ نے ان کو کہا کہ ان چیزوں کی کیا ضرورت ہے یہ بچہ میرے بچوں کی طرح ہے اور وہ سب سامان واپس کر دیا۔☆☆

درخواست دعا

مکرم خواجہ عبدالستار صاحب درویش قادیان ضعیف العمری کے سبب بیمار رہتے ہیں موصوف کی صحت وتندرستی اور درازی عمر کے لئے قارئین بدر سے دعا کی درخواست ہے۔اعانت بدر 50 روپے۔

ادارہ

ڈاکٹر افتخار احمد ایاز سابق امیر جماعت احمدیہ برطانیہ کو

ہندرتن اور ہندرتن گولڈ میڈل کے اعزازات

بھارت کے پچاسویں ریپبلک ڈے کے موقع پر امسال تفریحی اور نمائشی تقاریب کے علاوہ پلاننگ کمیشن کی طرف سے انڈیا کی ڈیویلپمنٹ پالیسی کے جائزہ کے لئے ایک خاص عالمی کانفرنس کا اہتمام بھی کیا گیا۔جس میں دنیا کے تیس ممالک سے کامن ویلتھ اور یو این او کا تجربہ رکھنے والے چیدہ چیدہ ماہرین کو مدعو کیا گیا ان میں برطانیہ سے ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ برطانیہ بھی شامل تھے۔اس کانفرنس میں جناب کے سی پنت ڈپٹی چیئرمین پلاننگ کمیشن آنجہانی جی ایم سی بالیوگی اسپیکر لوک سبھا۔جناب مدن لال کھورانہ سینئر وائس پریزیڈنٹ بھارتیہ جنتا پارٹی جناب آئی ڈی سوامی مرکزی وزیر امور داخلہ۔جناب کرشنا مورتی سابق الیکشن کمشنر۔ڈاکٹر بشما نرائن سنگھ سابق گورنر اور جناب راجندر چوہدری وزیر صحت راجستھان بھی شامل ہوئے۔انڈیا میں برطانیہ کے سینیر سر راب ینگ (Sir Rob Young) بھی کانفرنس کے مذاکرات میں شامل ہوئے۔یہ کانفرنس بہت مفید ثابت ہوئی۔کانفرنس کو خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے حقیقی اور معنی خیز ترقی کے لئے احسان کی اسلامی تعلیم اور مساوات کے تقاضوں کی طرف توجہ دلائی۔آپ ریپبلک ڈے کی تقاریب میں بھی شامل ہوئے۔اور راجستھان کے وزیر صحت جناب راجندر چوہدری کی دعوت پر راجستھان کی طبی سہولیات کے جائزہ کے لئے گئے۔ہیومن ڈیویلپمنٹ کے میدان میں یو این او اور کامن ویلتھ کے تحت آپ کی نمایاں خدمات کی افزائی کے طور پر ایک خاص تقریب میں لوک سبھا اسپیکر آنجہانی بالیوگی نے آپ کو ہندرتن اور ہندرتن گولڈ میڈل کے اعزازات پیش کئے۔قبل ازیں ملکہ برطانیہ کی طرف سے آپ کو O.B.E کا اعزاز اور انٹرنیشنل اکیڈمی آف یو ایس اے کیطرف سے البرٹ آئن شائن نوبل میڈل مل چکا ہے۔اللہ تعالی یہ اعزازات جماعت کے لئے اور ڈاکٹر صاحب کے لئے ہر لحاظ سے مبارک کرے۔آمین☆☆

بقیہ صفحہ: (2)

وقفِ نو بچوں کا رشتہ طے کرنے سے پہلے دفتر تحریک جدید قادیان سے رابطہ کریں تا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بغرض اطلاع و رہنمائی درخواست کی جا سکے۔

وقفِ نو بچوں کی تربیت کے بارے میں ایک امر یہ بھی ملحوظ رکھا جائے کہ اگر خدانخاستہ کوئی وقفِ نو بچہ مالی خیانت کا مرتکب ہوا تو اسکا وقف رد ہو سکتا ہے۔والدین اسکا خاص خیال رکھیں اور اپنے بچوں کو اچھی طرح سمجھا دیں۔

وقفِ نو بچوں کے والدین کو اگر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے اخراج از نظام جماعت کی سزا ملتی ہے تو اس سے بچہ کا وقف بھی متاثر ہو سکتا ہے۔

M.T.A سے استفادہ ہر وقفِ نو بچہ پر لازم ہے۔اسی طرح زبانیں سکھانے کے سینٹر سے بھی استفادہ ضرور کریں۔زبانیں سکھانے کے سینٹر اپنے علاقوں میں قائم کئے جائیں۔بھارت کے لئے عربی اور انگریزی زبانیں وقفِ نو بچوں کو سکھانے کے لئے مقرر کی گئی ہیں۔

مذکورہ بالا ہدایات مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی وکیل اعلیٰ تحریک جدید نے مکرم میر قمر سلیمان صاحب وکیل وقفِ نو ربوہ اور مکرم ڈاکٹر شمیم احمد صاحب انچارج شعبہ وقفِ نو لندن سے حاصل کر کے دفتر نیشنل سیکریٹری وقفِ نو کو بھجوائی ہیں۔دفتر ہذا ہر سہ عہدیداروں کا شکر گزار ہے۔جزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

نیشنل سیکرٹری وقفِ نو بھارت

بقیہ صفحہ: (8)

خیال کہ اپنے شوق سے نکل آئے تھے بالکل غلط ہے فلسطینیوں نے جب ان لوگوں پر ظلم کئے تو زبردستی انکو ان کے شہروں سے نکال دیا تو انصاف کا تقاضہ یہ تھا کہ جب بھی انکو موقع ملے اور توفیق دے خدا یہ دوبارہ ان شہروں پر قبضہ کریں تو یہ حضرت موسیٰ کی زیادتی نہیں تھی

آپ کہتے تھے کہ شہر میں داخل ہو جاؤ اور ان کا بنیادی حق تھا کہ واپس ان شہروں میں آباد ہوں اور اللہ تعالیٰ نے پھر مغلوب بھی کر دیا ان شہروں کو اور وہاں بنی اسرائیل آباد ہو گئے۔

(الفضل ربوہ 22 ستمبر 2001)